ختم نبوة

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

یا اللہ مدد

قرآن پاک اور تجدید دعوت

اگر خدا کے کسی ایک برحق نبی و رسول کا بھی انکار کر دیا تو گویا اس نے پوری دعوتِ قرآنی کا انکار کر دیا۔

عدالتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم فیصلے

منصبِ نبوت یہ ہے کہ نبی اللہ کا فیصلہ بندوں تک دو ٹوک پہنچا دیتے ہیں

فتنہ قادیانیت ایک جائزہ

ماڈل کالونی کراچی میں قادیانیوں کا قتل عام کا پروگرام

کیا وہ ۲۹ مئی کو ربوہ اسٹیشن پر غنڈہ گردی کے نتیجہ میں چلنے والی ۱۹۷۴ء کی تحریک کو بھول گئے ہیں؟

عدالتِ نبویؐ کے فیصلے

حضرت مولانا مختار احمد ندوی

مخزومیہ کا مقدمہ!

اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اہل قریش قبیلہ بنو مخزوم کی اس عورت کے بارے میں بہت پریشان تھے جو چوری کے جرم میں پکڑی گئی تھی، یہ قبیلے کی ناک کا سوال تھا لوگ بجد پریشان تھے کہ آخر اس مسئلے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کون پیش کرے (اور آپ سے گفتگو کر کے اس سزا کو معاف کروا دے) کچھ لوگوں نے کہا اس مسئلے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے جانے کی جرأت صرف آپ کے نورِ نظر اور من چاہے صحابی حضرت اُسامہ بن زیدؓ ہی کر سکتے ہیں بالآخر حضرت اُسامہ نے آپ کے سامنے اس مسئلے کو پیش کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ سے کہا "کیا تم اللہ کے تعزیری قانون میں مجھ سے سفارش کر رہے ہو؟ یہ کہہ کر آپ مجمع عام میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا "تم سے پہلے کے لوگ محض اس لیے ہلاک کیے گئے کہ جب اُن میں کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو لوگ اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر کے اسے پوری سزا دیتے لیکن اللہ کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کے ۔۔۔ ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم شریف میں یہ روایت ان لفظوں میں ہے کہ قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت لوگوں سے مانگنے پر سامان مانگتی اور بعد میں انکار کر جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا معاملہ آیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں اس کے گھر والوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے پاس آ کر اس مسئلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت اسامہؓ نے جب آپ سے گفتگو کی تو آپ نے مذکورہ بالا جواب دیا۔

عدالت محمدی صلی اللہ وسلم کا یہ ایک ممتاز فیصلہ ہے جس پر احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقانیت اور شہادت کی مہر لگی ہے۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم: ۳)

اور آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ کا کلام وحی ہے جو آپ پر اتارا جاتا ہے۔ آپ کے اس فیصلے سے کئی اہم باتوں کا دو ٹوک فیصلہ ہو جاتا ہے۔

● اوّل یہ کہ اللہ کا حکم اور اس کا قانون اٹل ہے اس میں کسی اپیل کی گنجائش نہیں۔ چوری کی سزا کے بارے میں اللہ کا حکم یہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم ● (المائدہ ۳۸)

اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کو کاٹ ڈالو ان کے جرم کے بدلے میں یہ سزا اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

● اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ارشاد ہے۔

وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم (الانعام: ۱۱۶)

" اور تیرے رب کا کلام سچائی اور انصاف میں پورا ہو چکا اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ۔۔

● منصب نبوت یہ ہے کہ نبی اللہ کا فیصلہ بندوں تک دو ٹوک پہنچا دیتے ہیں اور اسے حکم الٰہی پورا کر دیتے ہیں ارشاد الٰہی ہے ۔۔۔۔۔۔ یا ایھا الرسول بلغ ما اُنزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکٰفرین ● (المائدہ: ۶۷)

اے رسول جو کچھ اللہ کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ سب آپ پہنچا دیجئے اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اس کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتے۔

● چوری ایک تعزیری جرم ہے جس میں جسمانی سزا ہاتھ کاٹنے کی دی جاتی ہے۔ جیسے زنا کی سزا بھی تعزیر الٰہی ہے اسے کوڑے مار کر اور سنگسار کر کے دی جاتی ہے ان سزاؤں میں دو چیزیں مشترک ہیں اوّل بے مروتی اور بے رحمی دوسرے مجمع عام میں سزا دے کر مجرم کو سزا کے ساتھ ساتھ رسوا اور ذلیل بھی کرنا ہے۔ تاکہ عوام الناس ان سے عبرت حاصل کر سکیں اور ایسے سماجی مجرم کی سوسائٹی میں کوئی عزت نہ رہ جائے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ ولا تاخذکم بھما رأفة فی دین اللہ ● (النور: ۲)

اور تم کو ان دونوں مرد اور عورت پر اللہ کے دین کے بارے میں ذرا بھی مروت نہ آئے مجرم بڑا آدمی ہو یا معمولی عورت ہو یا مرد سزا کے بارے میں کوئی رو رعایت نہیں کرنی چاہیئے۔

● نیز ان کی سزا بند کمروں یا جیل کی کوٹھڑی میں نہیں مسلمانوں کے بڑے مجمع میں دینی چاہیئے تاکہ جرم کی اہمیت اور مجرم کی رسوائی اور عبرت عام ہو فرمایا

ولیشھد عذابھما طائفة من المومنین ● (النور ۲)

اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مومنوں کا ایک گروہ حاضر رہے ۔۔۔۔

باقی صفحہ ۲۱ پر

جلد نمبر 11 —— شمارہ نمبر ۴

بتاریخ :- ۲۴ ذی الحجہ تا یکم محرم الحرام ۱۴۱۲، ۱۴۱۳ھ

بمطابق :- ۲۶ جون تا ۲ جولائی ۱۹۹۲ء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

پبلشر —— عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱	عدالتِ نبوی ﷺ کے فیصلے	۲
۲	قربان میری جان محمد ﷺ کے نام پر (نعت)	۴
۳	قادیانیوں کا قتل عام کا پروگرام (اداریہ)	۵
۴	یا اللہ مدد	۷
۵	قرآن پاک اور تجدید دعوت	۹
۶	داستان از بلا	۱۴
۷	قادیانی ذکری بھائی بھائی	۱۷
۸	فتنۂ قادیانیت	۲۱
۹	ننکانہ میں اے ایس آئی کو فوراً تبدیل کیا جائے	۲۵
۱۰	غیبت اور بہتان	۲۵
۱۱	ننکانہ میں تھانیدار کی طرف سے قادیانیوں کی سرپرستی	۲۷

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نائب سرپرست

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نگرانِ اعلیٰ

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

قانونی مشیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

چندہ

سالانہ —— ۱۵۰ روپے
ششماہی —— ۷۵ روپے
سہ ماہی —— ۴۵ روپے
فی پرچہ —— ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳

کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان۔ فون نمبر :- 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربان میری جان محمدؐ کے نام پر

نتیجۂ فکر عظمیٰ بنت میاں محمد صدیق قریشی ــــــ اٹک شہر

مرنے کا راہِ حق میں ارادہ کرے کوئی
پروانہ وار شمعِ رسالتؐ پہ ہو نثار
"قربان میری جان محمدؐ کے نام پر"
ہر اُمتی کا ہو یہی بس مطمحِ نظر
پیش آئیں راہِ حق میں مصائب جو بے شمار
پیشِ نظر حضرتِ امام حسینؓ ہوں
زندہ کرے حسینؓ کے نانا کے دین کو
مدینہ کے بادشاہؐ کی عزت پہ کٹ مرے
مولائے کُلؐ کا، فخرِ رُسلؐ کا ہو بے ادب
کرے وہ ایسے "رُشدی" ملعون کو فی السقر

عشقِ رسولِ حق کا جو دعویٰ کرے کوئی!
"اُن کا ہوں میں غلام" یہ دعویٰ کرے کوئی
ایسا نہ صرف ایک ارادہ کرے کوئی
وہ اُمتی نہیں، جو ایسا نہ کرے کوئی
شے دیکھنا بھی کر نہ دیکھا کرے کوئی
اُن کی طرح کسی کی نہ پرواہ کرے کوئی
اسلام کا علم بھی تو اونچا کرے کوئی
ایماں کو اپنے اس طرح پکا کرے کوئی
گستاخی کی جو جرأت بے جا کرے کوئی
عاشق وہی ہے اُنؐ کا جو ایسا کرے کوئی

عظمیٰ اسی کو عزت و عظمت ملے گی سب
جو کارنامہ دنیا میں ایسا کرے کوئی

ماڈل کالونی میں قادیانیوں کا قتلِ عام کا پروگرام

کراچی کا مشہور آبادی۔ ماڈل کالونی کنٹونمنٹ ایریا میں واقع ہے۔ جب کراچی فسادات کی لپیٹ میں تھا تو اس علاقے میں بھی فسادات اور کرفیو لگتا رہا۔ بعد ازاں جب کراچی کے حالات معمول پر آگئے تو یہ واحد علاقہ تھا جہاں بعد میں بھی فسادات ہوتے رہے۔ ہم نے انہی کالموں میں لکھا تھا کہ ماڈل کالونی ربوہ ثانی ہے یہ محض گپ نہیں تھی بلکہ حقیقت تھی اس لئے کہ وہاں کثیر تعداد میں قادیانی آباد ہیں ان کے دو مرکز ہیں ایک مرکز (جماعت خانہ) گلشن جامی میں اور دوسرا ماڈل کالونی میں۔ جہاں قادیانی کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں داخل ہونے والوں کی کڑی نگرانی ہوتی ہے کوئی مسلمان حتیٰ کہ سی آئی ڈی کا کوئی اہل کار بھی ان مرکزوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اس کی وجہ جہاں تک ہم سمجھے ہیں یہی ہو سکتی ہے بلکہ ہے کہ ان مرکزوں میں تخریب کاری کے خفیہ پروگرام بنتے ہیں اور اس مقصد کے لئے قادیانی نوجوانوں کی تنظیم، خدام الاحمدیہ (جس کا پرانا نام فرقان فورس ہے) کے تربیت یافتہ نوجوانوں کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ ان میں سرفہرست قادیانیت کی تبلیغ کر کے اہل اسلام کو اشتعال دلانا۔ فائرنگ اور پتھراؤ وغیرہ کر کے خوف و ہراس اور دہشت پھیلانا۔ غلط قسم کی افواہیں عام کرنا۔ جو علماء یا مسلمان سرکار دوعالم رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کام کرتے ہیں ان کو خطوط کے ذریعے قتل کی دھمکیاں دینا شامل ہے۔

اخبارات کے کالم گواہ ہیں کہ جس وقت ماڈل کالونی فسادات کی لپیٹ میں تھی اس وقت قادیانی خود تو محفوظ تھے لیکن آپس میں مسلمانوں کو لڑانے کا فریضہ انجام دے رہے تھے (اخباری رپورٹوں کے مطابق) وہاں جو پنجابی آباد ہیں ان کے پاس جاتے اور کہتے کہ مہاجروں نے ایک میٹنگ میں پنجابیوں پر حملہ کا پروگرام بنایا ہے اور وہ ہر طرح سے مسلح ہیں آپ ہمارے پنجابی بھائی ہیں ہم آپ کو نہ صرف مطلع کر رہے ہیں بلکہ ہماری طرف سے یہ پیشکش بھی ہے کہ اگر آپ کو اسلحہ کی ضرورت ہو تو وہ بھی ہم مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اسی طرح قادیانیوں کا دوسرا گروپ مہاجروں کے پاس جاتا اور کہتا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں ہماری آپ سے کوئی دشمنی نہیں بلکہ آپ کی ہر طرح خیر خواہی چاہتے ہیں اسی جذبے کے تحت آپ کے پاس آئے ہیں چونکہ ہم پنجابی ہیں اس لئے ہمیں پنجابیوں کی تمام حرکات و سکنات کا علم ہے۔ بعض پنجابی ماڈل کالونی کے امن کو تہ و بالا کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے مہاجر آبادی پر حملہ کا پروگرام بنایا ہے اس لئے آپ ہوشیار ہو جائیں۔ اگر آپ کو اسلحہ کی ضرورت ہے تو ہم اپنا اسلحہ آپ کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس طرح قادیانی سخن چینی کر کے دو بھائیوں کو آپس میں لڑا دیتے اس دوران جتنے بھی خون ہوئے اس کی ذمہ داری سراسر قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے۔

اب ماڈل کالونی کے مسلمان قادیانی چالوں اور ان کی خفیہ سازشوں کو بھانپ چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں امن و امان کی صورت حال بہت بہتر ہے لیکن اس وقت قادیانیوں نے قادیانیت کی تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں میں اشتعال پھیلانا شروع کر دیا ہے اپنے مرکزوں میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کر رہے ہیں تقریروں میں اسلامی اصطلاحات کا استعمال بھی ہو رہا ہے۔ شعائر اللہ کی توہین کی جارہی ہے۔ کئی کوچنگ سینٹر کھولے ہوئے ہیں جو کوچنگ سنٹر کم ارتدادی تبلیغ کے اڈے زیادہ ہیں گھروں میں جاکر ٹیوشن پڑھا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنی عورتوں کو بھی استعمال ہیں

لا رہے ہیں۔

جب قادیانیوں کی اشتعال انگیز حرکتیں حد سے زیادہ تجاوز کر گئیں تو وہاں کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دیندار مسلمانوں نے بزم فدایان ختم نبوت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ رد قادیانیت پر لٹریچر تقسیم ہونے لگا علماء کرام جمعہ کے اجتماعات میں مسئلہ ختم نبوت پہ تقریر کرنے لگے۔ عوام کو قادیانیوں کے گمراہ کن ارتدادی نظریات اور گستاخانہ عقائد بتائے جانے لگے۔ جس سے قادیانی بوکھلا اٹھے اور اب وہ گھٹیا حرکتوں پر اتر آئے۔ مولانا مفتی غلام قادر صاحب کے گھر مغرب کے وقت (یعنی دن دھاڑے) فائرنگ کی گئی۔ شیخ ظفر اللہ جو اہلحدیث کے ممتاز راہنما اور مذکورہ تنظیم کے بھی اہم قائد ہیں ان کے گھر بھی فائرنگ کی۔ مولانا قاضی شمس الحق جو جامعہ خاتم النبیین کے مہتمم اور جامع مسجد خاتم النبیین کے خطیب ہیں قادیانیوں نے مسجد اور مدرسہ میں پتھراؤ کر کے خدا کے گھر کے تقدس کو پامال کیا۔ رات کو ان کے گھر پر ایک خط پھینکا گیا جس میں انہیں قتل کی دھمکی دی گئی ایک رات دو موٹر سائیکل سوار حضرات مولانا مفتی غلام قادر صاحب کے گھر قاتلانہ حملہ کی نیت سے آئے لیکن کچھ دوسرے رہائشیوں کے اپنے گھروں سے باہر آنے پر وہ بھاگ کھڑے ہوئے بعد میں وہی مولانا قاضی شمس الحق صاحب کے مکان پر آئے لیکن وہاں بھی انہیں کامیابی نہ ہو سکی مؤرخہ ۱۳ مئی کو بعد نماز عصر ایک خصوصی جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر ممتاز محقق و مصنف اور ہزاروں مسلمانوں کے روحانی پیشوا حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ سندھ کے مبلغ حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی اور مقامی علماء کرام نے خطاب کرنا تھا جلسہ شروع ہو چکا تھا کہ ۴ قادیانی نوجوان ہوٹنگ کرنے مظاہرہ کرنے اور جلسہ خراب کرنے کے لئے وہاں پہنچ گئے کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی جب پولیس وہاں پہنچی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے بعض لوگوں کے مطابق وہ مسلح تھے۔

ان واقعات سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قادیانی نہ صرف ماڈل کالونی کے امن کو خراب کرنا چاہتے ہیں بلکہ انہوں نے علماء اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے مسلمانوں کے قتل کا پروگرام بھی بنایا ہے ہمیں معلوم ہوا ہے کنٹونمنٹ ایریا کا ایک بڑا فوجی افسر پی آئی اے کا تبسم منہاس اور مقامی امیر اقبال منہاس جو تبسم منہاس کا رشتہ دار ہے وہ قادیانیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں انہی کی سرپرستی اور انگیخت پر قادیانی دندناتے پھرتے ہیں مقامی انتظامیہ کو اس طرف متوجہ کیا گیا تو اس نے بھی قادیانیوں ہی کی طرفداری کی۔ لیکن ہم واشگاف الفاظ میں قادیانیوں کو متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ "وہ دن ہوا ہے جب پسینہ گلاب تھا۔" اب مسلمان قوم بیدار ہو چکی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے افسر کو خاطر میں نہیں لاتی۔ انہیں ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو مرزا طاہر کی غنڈہ گردی اور اس کے نتیجہ میں چلنے والی تحریک کو نہ بھولنا چاہئے۔ اگر ماڈل کالونی کے کسی مسلمان کو ذرا سی بھی گزند پہنچی تو اس کا ردعمل ملک گیر ہو گا۔ ہم حکومت کے گوش گذار بھی کرنا چاہتے ہیں کہ جو افسر قادیانیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں انہیں اس علاقے سے فوراً تبدیل کیا جائے نیز قادیانی گھروں کو چیک کیا جائے نیز قادیانی گھروں، کوچنگ سنٹروں اور مرزائیوں کی تلاشی لے کر وہاں پر موجود ناجائز اسلحہ برآمد کیا جائے۔

عقیدۂ ختم نبوت، ناموسِ رسالت کے تحفظ، ملک کی سلامتی اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کیلئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیجئے

ہفت روزہ ختم نبوت کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے

اور کاروانِ مجاہدین تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو کر مرزائیت کے خلاف جہاد کر کے حشر کی ہولناک گرمی میں شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کیجئے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین

یا اللہ مدد

محمد اقبال، حیدرآباد

ایاک نعبد و ایاک نستعین
تری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ .... یا اللہ مدد

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں وہ ان شرک کی قسموں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ بیمار کی شفا، فقیر کی غنا وغیرہ میں اپنی حاجتوں میں غیر اللہ سے استعانت کرتے تھے۔ ان کے ناموں کے نذریں دیا کرتے تھے تاکہ ان کو اپنے مقاصد میں ان نذروں کی وجہ سے کامیابی حاصل ہو اور تحصیل برکت کے لیے ان کے ناموں کو پڑھتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب کر دیا کہ اپنی نمازیں پڑھا کریں۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو (حجۃ اللہ البالغہ صلحہ)

حضرت خواجہ غلام فرید رح فرماتے ہیں بے شک غیر خدا سے مدد مانگنا شرک ہے توحید تو یہ ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین
ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کا یہی مطلب ہے (مقابیس المجالس المعروف بہ ارشادات فریدی صفحہ ۱۸۲م)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین صفحہ پر فرماتے ہیں (حدیث قدسی) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم بخشش و بزرگی کی قسم جو شخص میرے غیر سے امید رکھے گا اور اس کو ان ہی لوگوں میں ذلیل کروں گا اور اس کو ذلت و خواری کا لباس پہناؤں گا اور اپنے قرب سے دور کر دوں گا اور اس کو اپنے وصل سے محروم کر دوں گا۔ کیا وہ سختیوں اور مصیبتوں کے وقت میرے غیر سے امید رکھتا ہے حالانکہ تمام سختیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں زندہ ہوں اور میرے غیر سے امید رکھتا ہے اور ان کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح جب آخری بیماری میں مبتلا ہوئے تو آپ کے صاحبزادے عبدالوہاب نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی وصیت فرمائیں جس پر آپ کے بعد عمل کروں۔ تو اس پر آپ نے فرمایا خوف خدا کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اللہ کے سوا کسی سے مت ڈرنا اور اللہ کے سوا کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرنا اور اپنی حاجتیں خدا کے سپرد کرنا اور اللہ کے سوا کسی پر اعتماد مت کرنا اور تمام حاجات اللہ ہی سے طلب کرنا اور اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ مت کرنا توحید پر جمے رہنا۔ توحید ہر قسم کی خیر و برکت اور صلاح و فلاح کی جامع ہے (فتوح الغیب پر حاشیہ بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۸ م)

جگر گوشہ رسول ﷺ اور کرب و بلا کے بے یار و مددگار مسافر کو جب مقابلہ کرنا ہی پڑا تو فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین (صرف اللہ ہی کو پکارو) کی دعوت پکارنے والے نانا جی کا نواسہ خیبر و احنین میں اللہ اکبر کی تکبیر بلند کرنے والا مجاہد عظیم کا لخت جگر لا الٰہ الا اللہ پر یقین کامل رکھنے والا موحد حسین رض زندگی کی اس مشکل ترین گھڑی میں وہ اپنے پروردگار کو یوں پکارتا ہے۔

اے اللہ ہر غم میں میرا تجھی پر بھروسہ ہے، ہر سختی میں تو ہی میری امیدگاہ ہے اور ہر مصیبت جو مجھ پر نازل ہوئی تو ہی میرا کفیل اور نگران رہا کتنے وہ مصائب ہیں جن میں دل لوٹ جاتے ہیں تدبیر ناکام ہو جاتی ہے دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے دشمن خوش ہوتا ہے جن میں دل ٹوٹ جاتے ہیں میں نے تیری ہی درگاہ میں پیش کئے تیرے سوا سب سے لاتعلق ہو کر تجھی سے ان کی شکایت کی تو نے ہی وہ مصائب آسان کئے اور مشکلات حل کیں ہر نعمت کا تو ہی ولی ہر بھلائی کا تو ہی مالک اور ہر خواہش کا تو ہی مطلوب ہے۔

(طبری ج ۳ صفحہ ۳۲۰ جلاء العیون صفحہ ۴۹)

عروہ بن عامر رض کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ناگوار چیز دیکھے تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے اے اللہ! تیرے سوا نہ کوئی بھلائی پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی تیرے سوا کوئی برائی روک سکتا ہے اللہ کی توفیق اور اس کے ارادے کے بغیر نہ کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نیک کام کر سکتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۰)

چونکہ ہر قسم کے خوشگوار حالات اور ناگوار حادثات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کے دائرہ تصرف و قدرت سے خارج نہیں اس لیئے امام الموحدین سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تلقین فرمائی کہ جب بھی کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش آ جائے مال و جان یا اولاد مواشی پر کوئی ناگہانی نازل ہو جائے تو فوراً حکم الحاکمین کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

حضرت براء بن عازب کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر تشریف

لے جاتے تو ذرا سی کر دیٹے پیا رام فرماتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کیا، اپنا رخ (ہر طرف سے موڑ کر) تیری طرف پھیر دیا اپنا ہر کام تیرے سپرد کیا۔ تمام معاملات میں تجھ پر بھروسہ کیا تیری رغبت اور تیرے خوف کے ساتھ۔ (اے اللہ!) تیرے سوا کوئی ملجا ئے پناہ نہیں اور تیری ذات سراپا رحمت کے بغیر (تیرے عذاب و عتاب سے) بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں میں تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل کی اور اس پیغمبر پر جو تو نے بھیجا ایمان لایا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۹)

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے امت کو تلقین فرمائی کہ وہ ہر وقت جذبہ توحید سے سرشار رہیں۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے عقیدہ توحید پر مضبوط اور مستحکم رہیں اسی لئے آپ نے ہر کام سے پہلے اس کی مناسبت سے کوئی نہ کوئی دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے اور ہر دعا اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی تسبیح و تقدیس سے لبریز ہے۔

اس مبارک دعا کے مضمون میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کس شدت اور وضاحت کے ساتھ قلب سے توحید کا ہر پہلو روشن فرماتے تھے۔ آپ ہر موقع اور ہر کام سے پہلے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور کام کی تکمیل کے لیے اللہ سے دعا کرتے تھے اس دعا سے امور ذیل کی تعلیم ملتی ہے۔

تمام معاملات خدا کے سپرد کرنے چاہئیں تمام مہمات اور مشکلات میں خدا ہی کی طرف متوجہ ہو کر اسی سے فریاد رسی اور کارسازی کی درخواست کرنی چاہیے جو کچھ آپ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اسے قبول کرنا اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنا ہی دین اسلام ہے۔

حضرت عکرمہ رضی بن ابی جہل فتح مکہ کے موقع پر اس خوف کے مارے کہ کہیں میں اپنی اسلام دشمنی کے پاداش میں قتل نہ کر دیا جاؤں بھاگ کر سمندر میں ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ جب کشتی بھنور میں موجوں کے تھپیڑوں سے دوچار ہوئی تو ملاحوں نے کہا خالص اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اسی کو پکارو کیونکہ تمہارے دوسرے اللہ اس موقع پر کسی کام نہیں آ سکتے۔

حضرت عکرمہ رضی نے کہا اگر سمندر میں وہ کام نہیں آ سکتے تو خشکی پر اللہ تعالیٰ کے سوا کون کام آ سکتا ہے؟ پھر عہد کیا کہ اے اللہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس مشکل سے نجات دی تو میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کر لوں گا کیونکہ یہی سبق تو وہ بتلاتے ہیں جس سے ہم بھاگ جاتے پھرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی اور انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا مسلمان ہو گئے (نسائی ۲)

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی جہاد پر جاتے تو اللہ تعالیٰ سے یوں التجا کرتے، اے اللہ! تو ہی میرا سہارا اور مددگار ہے میں تیرا نام لے کر حملہ کرتا ہوں اور تیری نصرت اور یاری ہی کے بھروسے پر لڑتا ہوں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱۵)

یہ ہے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ آپ قدم قدم پر خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے التجاء و استدعا کرتے ہیں ہر مصیبت اور مشکل میں اسی کو پکارتے ہیں اور ہر مہم میں اسی سے کامیابی اور فتح و نصرت حاصل کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں اپنی بے چارگی اور بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے ہر معاملے کو اس کے سپرد کرنے اور تمام مہمات و مشکلات میں اس سے فتح و ظفر طلب کرنے میں قطعاً کوئی عار محسوس نہیں کرتے میں اپنی زندگی کے اعلیٰ اور پاکیزہ صفحات توحید کا ہر عنوان جلی حروف سے ثبت فرماتے ہیں تاکہ آنے والی نسلیں انہیں دیکھ کر صراط مستقیم پر گامزن ہو سکیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت علی رضی حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل دعا نقل کرتے ہیں وہ اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت مانگتا ہوں اس لیے کہ وہ تیرے ہی قبضے اور اختیار میں ہے (رواہ ابو یعلیٰ حصن حصین)

رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس کا۔۔۔۔ وہ اپنے بندوں پر انعام و اکرام قضاء حاجات حل مشکلات دفع بلیات توفیق ہدایت مغفرت زلّو عفو و خطا رفع حاجات اور ان کے علاوہ کئی ایک دوسری شکلوں میں اظہار فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے یہ بے شمار خزانے اسی کے تصرف و اختیار میں ہیں وہ ان کبھی ختم نہ ہونے والے خزانوں میں سے جسے چاہتا ہے اور جتنا چاہتا ہے اپنی مرضی سے عطا کرتا ہے اس کے خزانے نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ہی ان پر کسی اور کا قبضہ اور تصرف ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے ایک اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں حکومت و سلطنت اسی کی ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہر قسم کی تعریف و ستائش اسی کے لئے مخصوص ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اے اللہ! جو چیز تو دے اس کو روکنے والا کوئی نہیں اور جو چیز تو روک لے اسے دینے والا کوئی نہیں اور تیرے مقابلے میں دولت مند کو اس کی دولت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی حاجت اپنے پروردگار ہی سے مانگے یہاں تک کہ (معمولی سی معمولی) نمک یا جوتی کا تسمہ اگر ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۶)

حضرت ابن عباس رضی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا تو آپ نے فرمایا، لڑکے اللہ کو یاد رکھنا وہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد رکھنا تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب بھی کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگنا اور جب بھی (اپنی ضرورتوں اور حاجتوں میں) نصرت و امداد کی ضرورت ہو تو اللہ ہی سے مدد کی درخواست کرنا اور اس بات کا یقین رکھو کہ اگر سب لوگ مل کر بھی تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ نہیں پہنچا سکیں گے ہاں جو فائدہ اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے اور اگر سب لوگ مل کر تجھے کوئی نقصان

باقی صفحہ ۲۷ پر

قرآن پاک اور تجدید دعوت

از: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
تلخیص:۔ سید تنظیم حسین شاہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جبکہ بعثت عام ہے تو از بس ضروری ہوا کہ کائنات کی رشد و ہدایت کے لئے خدا کا جو پیغام آپؐ کے ذریعہ آئے وہ آخری پیغام اور کامل و مکمل پیغام ہو اور فطرت کے ایسے سانچے میں ڈھلا ہو کہ عقل سلیم اور فطرت مستقیم تمام کائنات انسانی کے لئے اس کو ابدی اور سرمدی پیغام یقین کرے۔ اسی پیغام الٰہی کا نام "القرآن" یا "الکتاب" ہے۔

قرآن کی تعلیم اور اس کی دعوت و اصلاح کی حقیقت معلوم کرنے سے قبل چند لمحات کے لئے مذاہب عالم کی تاریخ پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

قرآن کے نزول سے قبل کائنات انسانی پر چار مذہبی تصور حاوی اور فکر و نظر ذہن پر اثر انداز تھے۔ ہندومت، مجوسی، یہودی اور مسیحی۔

ہندومت تصور الٰہی کے متعلق خواص اور عوام کے لئے دو جدا جدا تخیلات رکھتا تھا۔ خواص کے لئے وحدۃ الوجود (یہاں وہ وحدۃ الوجود مراد ہے جو یوگیانہ تصور کا نچوڑ ہے) اور عوام کے لئے اصنام پرستی۔ وحدۃ الوجود کا تصور اس درجہ فلسفیانہ تھا کہ خدا کا تصور کسی طرح اس راہ سے ممکن نہ تھا اس لئے کہ اگر ایک جانب وہ ہر وجود کو خدا یا خدا کا جز مانتا ہے تو دوسری جانب خدا کے لئے کوئی محدود و متعین تخیل بتانے سے عاجز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندومت کے تمام اسکولوں (مذاہب) میں اصنام پرستی ہی کو مذہبی اعتبار رہا اور وہ توحید خالص کو مقبول خواص و عوام نہ بنا سکا۔ چنانچہ ویدک دھرم، بدھ مت، جین مت وغیرہ بلکہ جدید اصلاحی اسکول (مذہب) آریہ سماج سب کے سب توحید خالص کے تصور سے خالی ہیں۔

مجوسی مذہب کا اعتقادی تصور تو صاف صاف "ثنویت" کی بنیاد ہی پر قائم ہے یعنی وہ خدا کے تصور و تخیل کو خیر و شر کی جدا جدا دو متقابل قوتوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نور اور خیر کا خدا "یزداں" اور ظلمت و شر کا "اہرمن" ہے اور اس طرح خدائے خیر اور خدائے شر دو خدا، کائنات ہست و بود پر متصرف اور باہم متقابل ہیں۔

یہودی مذہب اگرچہ خدا کے تصور میں مدعی توحید رہا ہے لیکن موجودہ تورات کے اوراق شاہد ہیں کہ اس کی نگاہ میں خدا کی ہستی تجسم سے پاک نہیں ہے اسی لئے تورات کا تخیل خدا کہیں حضرت یعقوبؑ سے کشتی لڑتا نظر آتا ہے اور یعقوبؑ اس کو پچھاڑ دیتا ہے۔ اور کہیں اس کی انتڑیاں درد ہونے لگتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے چیختا نظر آتا ہے۔ کبھی وہ بنی اسرائیل کو اپنی چہیتی بیوی بنالیتا ہے تو کبھی مصر سے خروج کے وقت بادل اور آگ کا ستون بن کر بنی اسرائیل کی راہنمائی کرتا نظر آتا ہے اور کبھی اس کی آنکھیں دکھنے آجاتی ہیں وغیرہ وغیرہ اور اس تصور کا آخری مظاہرہ حضرت عزیر (عزرا) علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تسلیم کرنے پر منتج ہوجاتا ہے۔

اسی طرح مسیحی تصور بھی تجسم و تشبہ کے چکر میں آکر حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا مان لیتا اور اس طرح مشرکانہ عقیدہ "اوتار" کا تخیل اپنا لیتا ہے اور اقانیم ثلاثہ (تثلیث) اور مریم پرستی میں حقیقی خدا پرستی کو گم کر بیٹھتا ہے۔ خدا کی ہستی سے متعلق یہ وہ تصورات تھے جن میں دنیا کے بڑے بنیادی مذاہب نزول قرآن کے وقت مبتلا نظر آتے ہیں۔

ان سب مذاہب میں توحید حقیقی سے غفلت نے رسالت یعنی دعوت حق کے داعی کی شخصیت کے متعلق بھی غلط تصورات پیدا کر دیئے تھے۔ چنانچہ ہندوستان کے مذہبی تصور میں تو رسالت و نبوت اپنے صحیح معنی میں نظر ہی نہیں آتی اور وہ نبی و رسول کے مفہوم سے ہی بےخبر نا آشنا نظر آتا ہے اور مجوسی، یہودی اور مسیحی مذاہب کے معتقدات میں اگر یہ تصور پایا بھی جاتا ہے تو افراط و تفریط کی شکل میں کبھی "ابن اللہ" ہو کر اور کبھی "بد اخلاق و بد اعمال انسان" کا پیکر بن کر جیسا کہ تورات میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیوں کا ان کے ساتھ اختلاط کا واقعہ مذکور ہے۔ (العیاذ باللہ من ھذہ الخرافات والافتراءات)

گویا ان کے نزدیک یا تو "رسول" اور داعی حق کی شخصیت کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی اور یا پھر خدا، خدا کا اوتار اور خدا کا بیٹا بن کر سامنے آتی ہے اور اس لئے جس طرح وہ حقیقی توحید سے بیگانہ نظر آتے ہیں اسی طرح رسالت و نبوت کے صحیح تصور سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔

اسی طرح عالم آخرت کے متعلق بھی ان مذاہب کے تصور کی دنیا افراط و تفریط سے خالی نہیں تھی۔ بعض مذاہب میں تو کائنات انسانی مختلف چولوں کے چکر میں گرفتار نظر آتی اور آواگون (تناسخ) کے ناقص فلسفیانہ نقطۂ نگاہ کا رہین منت بنی ہوئی ہے اور ایک حد پر پہنچ کر "نروان" یعنی خدا میں جذب ہو جانا نجات کا آخری نقطہ متعین کیا جاتا ہے۔ نیز خیر و شر کی جزا و سزا کے بارہ میں ایک قادر مطلق خدا نہیں بلکہ ایک جبری قانون میں جکڑی ہوئی مجبور ہستی کا تصور پیش کرتا ہے اور بعض اگرچہ تناسخ کے غلط عقیدہ سے جدا یوم معاد اور یوم حساب کے تصور سے آشنا بھی ہیں لیکن ان کے نزدیک بھی عالم آخرت کا معاملہ اعمال صالحہ و سیئہ یا افعال و کردار کے حق و باطل کی جزا و سزا سے وابستہ نہیں ہے بلکہ نسلی امتیازات اور جماعتی فرزند مندی کا اور یا پھر کفارہ کے ساتھ مربوط ہے۔

ان چار بنیادی مذاہب کے علاوہ مشرکین اور فلاسفہ کی بعض ایسی جماعتیں بھی تھیں جو نہ خدا کی ہستی کی قائل ہیں اور نہ عالم آخرت کی اور خدا کی ہستی پر اگرچہ ایمان بھی رکھتی تھیں تو سینکڑوں ہزاروں بلکہ بے تعداد بتوں کی باطل پرستی کے ساتھ ملوث و مجروح۔

غرض یہ تھے مذاہب عالم کے وہ ذہنی تصورات اور فکری معتقدات جن پر کائنات انسانی کی روحانی اور سرمدی سعادت کا مدار سمجھا جاتا تھا اور جو بلاشبہ اپنے نتائج اور ثمرات

کے لحاظ سے کائنات انسانی کو مشعلِ ہدایت دکھا کر "انسانیت کبریٰ" کے درجہ تک پہنچانے اور انسانوں کا خدا کے ساتھ حقیقی معبودیت ہونے کا رشتہ قائم کر کے دین و دنیا کی خیر و فلاح تک پہنچانے میں قطعی تہی دامن تھے۔

ان ہی حالات میں "اسلام" کی دعوت و تبلیغ یا "تعلیم حق" نے رونمائی کی اور کائنات انسانی کے ہر شعبۂ حیات میں گوناگوں انقلاب پیدا کر کے نیا عالم پیدا کر دیا اور آفتابِ ہدایت کی روشنی سے منور بنا کر اس معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔

توحید: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے کلام (قرآن) کے ذریعہ سب سے پہلے اسی عقیدۂ توحید پر روشنی ڈالی اور توحید خالص کی حقیقت واضح کر کے تمام کائنات انسانی کو اس کی جانب دعوت دی۔

قرآنِ عزیز کی دعوتِ توحید کا حاصل یہ ہے کہ اللہ ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو اپنی ذات و صفات میں ہر قسم کے شرک سے پاک اور وراء الوراء ہے، نہ اس کا کوئی سہیم و شریک ہے اور نہ اس کا ہمتا و ہمسر، اس لئے "ابنیت" کا عقیدہ ہو یا "اوتار" کا، صنم پرستی ہو یا ثنیت و تثلیث، یہ سب باطل ہیں، وہ یکتا و بے ہمتا ہے، باپ، بیٹا اور اس قسم کی نسبتوں سے پاک ہے۔ پرستش کے قابل وہ خود ہے نہ کہ اس کے مظاہر اور اس کی مخلوقات، وہ جس طرح تجسم و تشبہ سے بالاتر ہے اسی طرح اس کا نہ کوئی مقابل ہے اور نہ کوئی حریف نہ سہیم:-

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

"اللہ اس ہستی کا نام ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود اور نہیں ہے، اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی نہ خدا ہے نہ معبود، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور زندگی کا بخشنے والا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا۔

پس تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔

اللہ کا کسی کو شریک نہ بنا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔

اور خدا تمہارا ایک ہی خدا ہے۔

یہ اور اسی مضمون کی بے شمار آیات ہیں جو قرآن عزیز میں توحید خالص کے واضح اور منادی ہیں لیکن سورۂ اخلاص یا سورۂ توحید میں جس معجزانہ اختصار کے ساتھ توحید سے متعلق موجودہ مذاہب کے ناقص اور غلط تصورات کو باطل کرتے ہوئے توحید خالص کی تعلیم دی گئی ہے وہ خود اپنی نظیر ہے:-

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اللہ یکتا ذات ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ اس کا کوئی ہمسر اور سہیم و شریک ہے۔

ایک مرتبہ توحید سے متعلق مذاہبِ عالم کی تعلیم پر اور نظر کیجئے اور پھر ان چند مختصر آیات کو غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے تو آپ اندازہ کر سکیں گے کہ پہلی روایات میں توحید خالص کا صحیح اور حق تصور پیش کر دیا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ ایسی ہستی کا نام ہے جو یکتا و بے ہمتا ہے، ساری کائنات اس کی محتاج ہے اور وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک اور بے نیاز ہے وہ صمد ہے، یعنی مجموعۂ کمالات صرف صمدیت کا تقاضہ ہے اور یہی۔

اس کے بعد وہ نصاریٰ اور یہود سے مخاطب ہو کر صحیح ہدایت دکھاتا ہے کہ اللہ اس ہستی کو کہتے ہیں جو باپ اور بیٹے جیسی فانی نسبتوں سے بالاتر ہے، وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، تَعَالَی اللّٰهُ عُلُوًّا كَبِیْرًا۔ اور اسی طرح ہندو دھرم سے کہتا ہے کہ ایسی لازوال ہستی کی مقدس شان اس سے بلند و بالا ہے، کہ وہ کسی انسان یا کسی حیوان کے جسم میں محدود ہو کر "اوتار" کہلائے یا معبودِ مطلق کے ساتھ چھوٹے معبودوں کا سلسلہ قائم کر کے کسی مخلوق کو اس کا سہیم و شریک ٹھہرایا جائے۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۔ اور وہ مجوس اور ویدک دھرم کے ان پجاریوں کو مخاطب کرتا ہے جو اس کو یزداں کہہ کر اہرمن کو اس کا مقابل حریف تسلیم کرتے ہیں یا روح (جیو) اور مادہ (پرکرتی) کو خدا کے ساتھ ازلی و ابدی "قدیم و غیر مخلوق" کہہ کر ان چیزوں کو خدا کا کفو اور ہمسر بتلاتے ہیں، اور کہتا ہے "وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" خدا اس ہستی کا نام ہے جس کا نہ کوئی ہمسر اور حریف ہے اور نہ اس کی طرح انادی (قدیم) اور غیر مخلوق ہے۔

غرض قرآنِ عزیز نے خدا کی ذاتِ واحد سے متعلق ان تمام نسبتوں کا قطعی انکار کر کے جو توحید خالص کے کسی طرح بھی معارض ہو سکتی تھیں اس کو یکتا اور بے ہمتا ظاہر کیا ہے اور اس طرح شرک فی الذات اور شرک فی الصفات کا قلع قمع کر دیا ہے اور شرک فی الالوہیت اور شرک فی الربوبیت کے خلاف توحید اور صرف توحید کو ہی اسلام کا بنیادی تصور قرار دیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جس طرح قرآن نے توحید کے تمام اطراف و جوانب کو نقص و خامکاری سے پاک کر کے حقیقی توحید کے تصور کی جانب راہنمائی کی اور ہر قسم کے تجسم سے وراء الوراء بتلا کر توحید کامل کی جانب دعوت دی اسی طرح اس نے توحید کے اس فلسفیانہ عقیدہ کو بھی باطل ثابت کیا جو اس باب میں تفریط کی حد تک بڑھ کر صفاتِ الٰہی کا بھی منکر ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ قادر ہے بغیر قدرت کے، خالق ہے بغیر خلق کے، بصیر ہے بغیر رویت کے سمیع ہے بغیر سمع کے وغیرہ وغیرہ، اس عقیدہ کا ماحصل یہ ہے کہ خدا ایسی ہستی کا نام ہے جس کے لئے "تعطل" لازم ہے جیسا کہ پہلی تعلیمات کا ماحصل یہ تھا کہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا کیلئے تجسم ضروری ہے۔

قرآن نے کہا کہ پہلی کیفیت اگر افراط پر مبنی تھی تو یہ تفریط پر قائم ہے اس لئے کہ ایک ذات کے لئے متعدد صفاتِ کمال کا ہونا ذات کی وحدت پر اثر انداز نہیں ہے البتہ تشبیہ

فون نمبر
دوکان 354840
رہائش 354795
مفت مشورہ برائے خدمت خلق
ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں • شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال۔ پتلے کمزور جسم کو مضبوط سمارٹ۔ خوبصورت۔ طاقتور بنانے کیلئے۔ بھوک۔ ہاضمہ۔ تبخیر گیس۔ خون کی کمی۔ بلغم۔ نزلہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ حیض۔ لیکوریا۔ پتھری۔ جنسی طاقت۔ احتلام۔ مثانہ کی گرمی۔ خاص مردانہ۔ زنانہ و بچوں کی امراض تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ
دیسی دواؤں کا مفت مشورہ
و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔ جمعہ کو ناغہ
حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان فیصل آباد
محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک

وہ سمیع و بصیر ہے۔ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ لاریب وہ قدرتِ کاملہ کے ساتھ قادر ہے اور صفتِ رحم و کرم کے ساتھ رحیم و کریم ہے۔ البتہ اس کی صفتِ سمیع و بصیر، صفتِ رحم و کرم وغیرہ صفات کا انسانی صفاتِ سمع و بصر سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور جس طرح وہ اپنی ذات میں بے ہمتا و یکتا ہے اسی طرح صفات میں بھی ہے۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پ ۲۵ ع ۲)

اس خدا کی کوئی مثال نہیں ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے۔

غور فرمائیے کہ کس معجزانہ تعبیر کے ساتھ ایک ہی آیت اور ایک ہی جملہ میں اس کی صفاتِ کمالیہ کا اعتراف بھی مذکور ہے۔ اور یہ بھی وضاحت موجود کہ خدا کی ان صفات کو انسانی صفات کی طرح نہ سمجھو بلکہ اس کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی "لیس کمثلہ شیء" کے عنوان سے معنون اور انسانی صفات کے حقائق کے مقابلہ میں بے مثال اور بے نظیر ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ خدائے برتر کی توحید جب ہی توحیدِ حقیقی کہلا سکتی ہے کہ اس میں نہ تجسم کا عقیدہ شاملِ حال ہو اور نہ تعطّل کا، یہ دونوں افراط و تفریط کی راہیں ہیں بلکہ عقیدہ یہ ہو کہ اللہ اپنی ذات میں بھی بے ہمتا و یکتا ہے اور اپنی صفات میں بھی اور وہ ہر طرح کے شرک و کفو سے پاک اور برتر ہے۔

رسالت: توحیدِ حقیقی کے ثبوت کے بعد قرآن نے "رسالت" کے بنیادی عقیدہ کی اصلاح بھی ضروری سمجھی اور اس نے بتلایا کہ کسی تعلیم کے حسن و قبح میں معلّم کی شخصیت کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اچھی تعلیم کا معلّم بدعمل انسان ہو یا بری تعلیم کا معلّم نیکوکار اور جبکہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ خدا ہر ایک انسان کے ساتھ براہِ راست ہم کلام نہیں ہوتا تو از بس ضروری تھا کہ کائناتِ انسانی کی ہدایت کے لئے ایک انسان ہی کو معلم بنایا جائے اور وہی خدا کی جانب سے رسالت اور پیغامبری کا فرض انجام دے۔

پس بشری اوصاف سے متصف یہ انسان نہ خدا ہوگا اور نہ خدا کا بیٹا یا خدا کا اوتار بلکہ بشر اور انسان ہی رہے گا۔ نیز پیغامبر ہونے کی وجہ سے پاکی اور تقدس کا جو رشتہ اس کو خدا کی درگاہ سے وابستہ کئے ہوئے ہے اس کے پیشِ نظر اس کی ہستی کا نہ انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو دوسرے انسانوں کے مساوی کہا جا سکتا ہے اس لئے قرآن نے جگہ جگہ مسیح ابن مریم اور عزیر علیہ السلام کے متعلق اس حقیقت کو واضح کیا کہ وہ خدا کے مقدس رسول ہیں خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی بتلایا کہ اگر ایک انسان تمہاری طرح کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی اور بازاروں میں چلتا پھرتا، خرید و فروخت کرتا اور گھر میں اہل و عیال کے ساتھ معاشرتی زندگی بسر کرتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ وہ خدا کا فرستادہ "رسول" نہیں ہے اور کس طرح یہ جائز ہے کہ ایک صادق امین ہستی کے اس دعوٰی کو تم محض قیاس کی بناء پر جھٹلا دو کہ وہ خدا کا رسول نہیں ہے۔

قرآن نے ان حقائق کو جن صاف اور واضح تعبیرات کے ساتھ بیان کیا ہے گذشتہ صفحات میں آپ ان کا مطالعہ فرما چکے ہیں۔

پس جس کتاب میں نبوت و رسالت سے متعلق صحیح تصور موجود نہ ہو وہ کبھی اپنی مذہبی تعلیمات کی صداقت کی مکمل تصویر نہیں پیش کر سکتی۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس کی حقیقت میں "ایمان بالرسل" "ایمان بالکتاب" "ایمان بالملائکۃ" سب بنیادی عقائد سمٹ کر جذب ہو جاتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ جبکہ ہدایتِ انسانی کے لئے خدائے تعالیٰ اپنی پیغامبری کے لئے ایک انسان اور بشر کو ہی چن لیتا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان نے جب سے اس کائنات میں قدم رکھا ہے اسی وقت سے رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ قائم ہے

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ (فاطر پ ۲۲ ع ۱۳)

کوئی گروہ یا جماعت ایسی نہیں ہے کہ جس میں ہماری جانب سے نذیر (پیغمبر) نہ گذرا ہو۔

وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔ (رعد پ ۱۳ ع ۱)

اور ہر قوم کے لئے ہادی آئے ہیں۔

مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ۔ (المؤمن پ ۲۴ ع ۱۳)

ان میں سے بعض کے واقعات کا ہم نے قرآن میں تذکرہ کر دیا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا تذکرہ قرآن میں نہیں کیا۔

اور یہ یقین لانا بھی ضروری ہے کہ جبکہ خدا ایک ہے اور اس کی تعلیم ایک تو بلاشبہ تمام پیغمبرانِ خدا کی بنیادی تعلیم بھی ایک ہی رہی ہے اور اس لئے اگر خدا کے کسی ایک برحق نبی و رسول کا بھی انکار کر دیا گیا تو گویا اس نے پوری دعوتِ قرآنی کا انکار کر دیا پس یہ ایمان ضروری ہوا۔

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ (بقرہ پ ۳ ع ۳)

ہم خدا کے پیغمبروں میں پیغمبر ہونے کے لحاظ سے کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مان لیں اور دوسرے کا انکار کر دیں۔

لہٰذا جب تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا از بس ضروری ہوا تو ان پر نازل شدہ تمام کتب سماویہ پر بھی ایمان لانا جزو ایمان ہوگا ورنہ تو ایک جانب سے ایمان لا کر دوسری جانب سے اس پیغمبر کی صداقت کا انکار لازم آئے گا اور جب رسالت اور رسالت کے ساتھ کتب سماویہ پر ایمان حقیقت ثابتہ بن جائے تو ملائکۃ اللہ پر اس لئے ایمان لانا ضروری ہوگا کہ خدا کے ان پیغمبروں نے یہ صاف صاف اعلان کیا ہے کہ خدا کی جانب سے ان پر وحی خدا کا فرشتہ لے کر آتا ہے تو اب یا ہم اس پیغمبر کی صداقت کا انکار کر دیں اور یا پھر بن دیکھے فرشتہ پر اس لئے ایمان لے آئیں کہ بتلانے والی ہستی اپنے کردار و اعمال میں ہر طرح صادق و امین اور امراض دماغی و قلبی "جنون وغیرہ" سے ہر طرح پاک ہے اور ضروری نہیں ہے کہ جس شی کو آنکھوں نے نہ دیکھا ہو اور کانوں نے نہ سنا ہو وہ حقیقت میں بھی غیر موجود ہو کیونکہ یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ کسی شی کے عدمِ علم سے اس شی کا عدم لازم نہیں آتا یعنی یہ ضروری نہیں کہ جس بات کو ہم نہیں جانتے واقع میں بھی موجود نہ ہو۔

یوم آخرت: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے آخری اور مکمل پیغام قرآن کے ذریعہ تیسری بنیادی اصلاح "یوم آخرت" سے متعلق فرمائی۔

مذاہب اسلام اس سلسلہ میں بھی راہِ مستقیم سے روگرداں اور افراط و تفریط کے بحرِ ظلمات میں پھنسے ہوئے تھے وہ یا تو آواگون (تناسخ) کے چکر میں یوم آخرت کے اس تصور سے قطعاً بیگانہ ہو چکے تھے۔

اس موقعہ پر اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں سے متعلق اگرچہ بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے تاہم اس قدر سمجھ لینا ضروری ہے کہ تناسخ (آواگون) کا عقیدہ اس اساس پر قائم ہے کہ ہر ایک انسان کی موجودہ زندگی سابق میں کیے ہوئے اعمال کا ثمرہ اور نتیجہ ہے ورنہ کائنات میں یہ تنوع

ہرگز نہ ہوتا کہ کوئی انسان ہے تو کوئی حیوان اور کوئی نباتات و جمادات، نیز انسانوں میں کوئی عالم ہے تو کوئی جاہل اور کوئی مستجاب ہے تو کوئی مریض اور کوئی امیر کبیر تو کوئی مفلس و محتاج وغیرہ وغیرہ۔

اس عقیدہ کا مقصد یہ ہوا کہ بغیر عمل و کردار کے اگر عالم میں یہ تغیرات موجود ہیں تو یہ خدا کی صفتِ عدل کے منافی ہے لیکن اس عقیدہ کی خام کاری اور بطلان کی مختلف وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اگر روح اپنے اعمال کی وجہ سے مختلف جون بدل کر ان تغیرات عالم کا باعث ہے جو مجموعۂ کائنات کے حسن کا باعث ہیں اور جس کی بدولت یہ پورا کارخانہ مکمل نظام کے ساتھ وابستہ نظر آتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ انسان کے لئے فطری اور نیچرل طور پر گنہگار، بدکار اور بداعمال ہونا از بس ضروری ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہہ دیجئے کہ جون بدل کر آواگون کی زندگی اگر اعمال کی جزاء و سزاء سے متعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت انسان کے لئے نکوکار بننے کی جگہ زیادہ سے زیادہ بدکار ہونا چاہیئے تاکہ آئندہ نظام عمل میں یہ تنوع باقی رہے جس کا باقی رہنا عقل و فطرت کے مطابق ہے ورنہ تو حیوانات، نباتات، جمادات اور دیگر مخلوق کے فقدان سے انسانی دنیا کا یہ سارا کارخانہ درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

تناسخ کے ناقص فلسفیانہ عقیدہ پر یقین رکھنے والوں نے اس حقیقت کو یکسر فراموش کر دیا ہے کہ ایک چیز اپنی انفرادیت کے لحاظ سے خواہ کتنی ہی قبیح اور بری کیوں معلوم ہو لیکن مجموعۂ کائنات کے پیش نظر اس کا وجود بھی اپنے اندر ضرور حسن رکھتا ہے مثلاً تل (خال) اپنے رنگ و روپ میں کیسا ہی سیاہ فام کیوں نہ ہو لیکن محبوب کے رخسار پر نہ صرف خود حسین بن جاتا ہے بلکہ حسن محبوب کو دوبالا کر دیتا ہے اور حافظ شیرازیؒ جیسے صوفی کو ”خال محبوب“ پر سمرقند و بخارا بخش دینے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

اسی طرح عالم و کائنات میں انفرادی طور پر کسی کا مریض ہونا، اپاہج و معذور ہونا، ناقص الخلقت ہونا وغیرہ گو قبیح اور قابل افسوس نظر آتے ہوں مگر مجموعۂ کائنات کے حسن کے لئے فطری و نیچرل ہیں اور اس تنوع پر ہی دنیا کے نظام کا بقاء ہے اور خالق کائنات کے کمالاتِ آفرینش کا آئینہ دار۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن!!
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اور قیامت (ریلے) کا تعلق انسانی اعمال کی جزاء و سزا اور یوم الحساب سے غیر متعلق سمجھ چکے تھے اور یا پھر اس دن نجات کا مدار اور جزاء و سزا کا معیار اعمال و کردار کی جگہ نسل و خاندان اور سوسائٹی کی معاشرتی گروہ بندی پر سمجھ بیٹھے تھے اور ”کفارہ“ کو عقیدہ بنا کر حساب و محاسبۂ اعمال سے مطمئن ہو چکے تھے اور مشرکین اور بعض فلاسفہ نے یوم آخرت کے وجود کا ہی انکار کر دیا تھا اور ان کی سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ آج کا مردہ انسان کل کس طرح زندگی اختیار کرے گا اور سینکڑوں اور ہزاروں برس کی بوسیدہ ہڈیاں یوم حساب میں کس طرح جسم بن کر اپنی روح کے لباس بن سکیں گی۔

قرآن نے نازل ہو کر دنیاء انسانی کو بتایا کہ اس صاف اور واضح بات کے سمجھنے میں آخر تم پر کیوں وحشت طاری ہوتی ہے اور کیوں تمہاری عقل اس کو نہیں تسلیم کرتی کہ جس خالق کائنات اور بدیع السموٰت والارض نے نمونہ اور نقشہ کے بغیر یہ عجیب و غریب عالم آفرینش کر دیا وہ بلاشبہ اس پر قادر ہے کہ ماضی میں مخلوق اور حال میں مردہ بوسیدہ ہستی کو مستقبل میں دوبارہ وجود عطا فرما دے اور اس کے منتشر اجزاء کو جمع کر کے دوبارہ وہی ہیئت جسمانی عطا اور سابق روح کو اس میں واپس کر دے۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا۔ (پ۱۶ ع)

اور انسان کہتا ہے کہ بھلا جب میں مر گیا تو کیا میں (قبر سے) زندہ نکالا جاؤں گا۔ کیا انسان یہ یاد نہیں کرتا کہ ہم نے پہلے اسے پیدا کیا حالانکہ وہ کوئی چیز نہیں تھا۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (پ۲۳، ع)

اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش کی حقیقت کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیاں جب گل کر خاک ہو گئی ہوں تو کون ہے جو ان کو زندہ کر کے کھڑا کر دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ جس نے ان ہڈیوں کو اول بار پیدا کیا تھا وہی ان کو زندہ کرے گا اور وہ سب کا پیدا کرنا جانتا ہے۔

یہ مشرکین مکہ تھے جو خدا اور خالقیتِ خدا کے تو قائل تھے مگر دوسری زندگی کے منکر و کافر اور جاحد تھے۔ پھر اس نے ان کو بھی مخاطب کیا جو کہتے تھے کہ آخرت کا تصور اس لئے فضول ہے کہ یہ کائنات کسی کی مخلوق ہی نہیں۔ مادہ اور اس کی حرکت یونہی ازل سے ابد تک کائنات کا روپ رنگ اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور حرکت و کشش دو قوتیں اس نظام عالم کے ہر قسم کے تنوعات کے کفیل ہیں۔ قرآن نے کہا یہ گمراہ کن تصور ایک بنیادی غلط فہمی پر مبنی ہے وہ یہ کہ عقل اور سائنس کے خلاف یہ سمجھ لیا گیا کہ ذرات مادہ (اجزاء اثیریہ) میں شعور و ارادہ نہ ہونے کے باوجود حرکت، قوت استعداد اور کشش کے ذریعہ خود بخود ایسی اشیاء وجود پذیر ہو سکتی ہیں جن کا مواد (میٹریل) ان ذرات میں موجود نہیں یعنی مادہ میں بالقوہ بھی نہ شعور ہے اور نہ ارادہ، نہ جذبات ہیں نہ احساسات، نہ ادراکات اور نہ عقل و تمیز، ورنہ تو جسم کو بالقوہ ان صفات کا حامل کہنا بجا ہوتا لیکن یہ مسلمات میں سے ہے کہ جسم کو نہ شعوری کہہ سکتے ہیں نہ جذباتی، نہ ذی ادراک کہا جا سکتا ہے اور نہ ذی عقل و صاحب تمیز۔ پس دلیل ”وجدان“ جو فطری دلائل میں سب سے مضبوط اور نیچرل دلیل ہے، وہ اس حقیقت کو تسلیم کراتی ہے کہ جبکہ تمام موجوداتِ عالم میں ”انسان“ موجوداتِ عالم کی ارتقائی ہستی اور اشرف الموجودات ہے۔ اور اس میں جذبات، حسیات، ادراکات، شعور اور عقل جیسے لطیف اوصاف موجود نظر آتے ہیں حالانکہ بلاشبہ مادہ کی قوت و استعداد میں یہ معدوم تھے۔ تو اس میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ انسان سے بلند ضرور ایک ایسی ہستی موجود ہے جو قدرت و ارادہ کی علی الاطلاق مالک اور تمام موجودات کی خالق ہے۔ اور اس میں بھی کوئی ریب و شک نہیں کہ انسان ایسی ذی عقل و ذی شعور اور صاحب ارادہ ہستی کی تخلیق محض بے فائدہ نہیں ہے اور اس کی زندگی کے اعمال و کردار بے وجہ اور مہمل نہیں ہیں اور جبکہ ہم اس دنیا میں انسانوں کے اعمال و کردار کی جزاء و سزا کا مظاہرہ نہیں دیکھتے تو وجدان ہی ہمارے لئے رہنمائی کرتا ہے کہ ایک ایسا دن

ضرور مقرر ہے جب کائنات انسانی اپنے اعمال وکردار کی جزاء وسزا کا نتیجہ وثمرہ پائے گی اور اسی کو یوم القیامہ، یوم الآخرہ اور یوم الحساب کہتے ہیں۔ چونکہ یہ دن اپنی پائیداری اور قیام کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے یوم القیامہ کہلاتا ہے اور چونکہ دنیائے موجودہ کے بعد ہے اس لئے یوم الآخرہ ہے اور چونکہ جزاء وسزا اور اعمال کے محاسبہ پر منحصر ہوگا اس لئے یوم الحساب ہے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ۔ (پ۲۲ ع)

اور منکرین کہتے ہیں کہ قیامت ہم کو تو کبھی نہیں آئے گی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے ہاں ہاں مجھکو اپنے پروردگار کی قسم جو عالم الغیب ہے قیامت تو تم کو ضرور پیش آکر رہے گی۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى … اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى۔ (پ۲۹ ع)

کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل اور بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ

(التین پ۳۰ ع)

گواہ ہے انجیر و زیتون کے باغات سے سرسبز و شاداب وہ مقام بیت المقدس جہاں موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفرازی نصیب ہوئی اور گواہ ہے یہ بلد امین (مکہ) جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی کہ بلاشبہ ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر قوام سے بنایا پھر اس کو نشیبوں کے سب سے نیچے مقام پر دھکیل دیا مگر وہ انسان جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے بے منت واحسان اجر وثواب ہے تو اب وہ کیا بات ہے جو تجھکو دین (قیامت) کے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے۔ کیا اللہ حاکموں میں سب سے بہتر حاکم نہیں ہے؟۔

اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن عزیز کہتا ہے کہ آخرت کے انکار پر منطقی دلائل قائم کرنے اور سفسطہ اور غلط روش کو اختیار کرکے ادھر ادھر بھٹکنے کی آخر ضرورت کیا ہے جبکہ کہ انسان کی سب سے قریب اور سب سے زیادہ مضبوط دلیل "وجدان" خود بخود اس جانب راہنمائی کرتا ہے کہ یہ نظام عالم جس طرح حیرت زا اور محیر العقول نظام فطرت سے منظم اور قوانین فطرت کے ہاتھوں میں مسخر ہے، ہو نہیں سکتا کہ یہ خود رو نظام ہو اور جب کہ اس کا کوئی خالق ضرور ہے تو اس نے خیر وشر کے ثمرات ونتائج کے لئے بھی ضرور کوئی وقت مقرر کیا ہے ورنہ یہ کامل ومکمل نظام ثمرہ اور نتیجہ کے پیش نظر ایک مہمل شی ماننی پڑے گی پس نتیجہ اور ثمرہ کا وہ دن ہی "یوم آخرت" کے نام سے موسوم ہے جو نہ تناسخ کے چکر سے وابستہ ہے اور نہ ازلیت وابدیت عالم کا حامل بلکہ جس طرح عالم کی ہر شی کا ایک آغاز ہے اور ایک انجام۔ اسی طرح خود اس پورے عالم کا بھی ایک آغاز اور انجام لابد ضروری ہے۔

پس مومن اور مسلم وہی ہے جو توحید خالص۔ رسالت کے صحیح تصور اور یوم آخرت پر یقین کامل کے سر رشتہ کے

باقی صفحہ ۲۶ پر

قسط نمبر ۲۳

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

از: محمد سعید خان دہلوی

میرانو "ہرگز نہیں۔ تینوں باتیں غلط۔ اگر ایک بات صحیح بھی ہو تو اس کو متعین نہیں کیا جاسکتا۔"

عمر لخمی "دو انجیلوں میں اختلاف۔ ایک ہی انجیل میں اختلاف کی بھرمار اب ایک شگوفہ اور ملاحظہ کرو کہ ایک ہی آیت میں اختلاف! انجیل لوقا۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۶ میں حضرت مسیح اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ تم کو لوگ قتل بھی کریں گے گھروں اور شہروں سے بھی نکالیں گے۔ مگر دشمن تمہارا بال بیکا بھی نہ کرسکیں گے۔ مطلب یہ ہوا کہ حواریوں کو دشمن قتل کردیں گے۔ مگر ان کا بال بیکا نہ کرسکیں گے۔ گویا قتل کردینا بال بیکا ہونے کے منافی نہیں ہے۔ خبر نہیں انجیل نویسوں کو خدا نے عقل بھی دی تھی یا نہیں؟ ایک ہی آیت میں یہ مضحکہ خیز اختلافات۔"

ازبلا "آخر یہ بدبخت عیسائی ان تمام اختلافات کا کیا جواب دیتے ہیں؟"

عمر لخمی "جواب کیا خاک دیتے ہیں؟ صرف اِدھر اُدھر کی باتیں بنا کر پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کتابت کی غلطیاں ہیں جن سے اصل مقصد میں فرق نہیں پڑتا۔ اگر اس جواب کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل عبارت کیا تھی اور کتابت کی غلطیاں کون کون سی ہیں؟ مثلاً جہاں لکھا ہے کہ فلاں شخص کی عمر ایک ہی وقت میں ۴۲ سال اور ۲۲ سال تھی تو ان دونوں عددوں میں کتابت کی غلطی کون سی ہے اور اصل عدد کیا ہے؟ آج کوئی عیسائی نہیں بتا سکتا کہ اصل عبارت تو یہ تھی۔ مگر کتابت کی غلطی سے اس کی جگہ یہ عبارت آگئی۔ جب یقینی طور پر کتابت کی غلطی بھی ظاہر نہیں ہوسکتی تو یہ عذر اور جواب ہی نامعقول ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خود عیسائیوں کے نزدیک بھی یہ تمام کتابیں مشکوک ہیں اور جب ایک کتاب میں ایک جگہ غلطی تسلیم کرلی گئی تو تمام کتاب سے ایمان اور اعتقاد بھی اُٹھ گیا۔"

ازبلا "کیا کتابت کی غلطیاں اصل کو سامنے رکھ کر درست نہیں کی جاسکتیں؟"

عمر لخمی "اگر اصل کتابیں موجود ہوتیں تو یہ مشکلات ہی کیوں پیش آتیں۔ اصل کتابیں تو ہیں ہی نہیں۔ صرف ان کے ترجمہ در ترجمہ اور نقل در نقل پر اعتماد کیا جاتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ اب تک انجیلوں کے متعلق نہ تو یہ فیصلہ ہوسکا کہ وہ کس زبان میں اور کس زمانے میں لکھی گئیں اور نہ یہ معلوم ہوسکا کہ ان کے لکھنے والے کون تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ اصل انجیلیں عبرانی زبان میں لکھی گئی تھیں خیر کسی زبان میں بھی لکھی گئی ہوں ان کا موجود ہونا تو ضروری تھا۔ مگر اب وہ بھی کسی جگہ موجود نہیں۔ صرف ترجمہ در ترجمہ موجود ہیں جو قابلِ اعتماد نہیں۔"

پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ انجیلوں کی تصنیف کا صحیح زمانہ کیا تھا۔ پھر مصنفوں کا بھی حال معلوم نہیں ہوتا۔ کوئی لکھتا ہے کہ یوحنا حواری نے اپنی انجیل کو لکھا۔ کوئی لکھتا ہے کہ کسی اور شخص کی تصنیف ہے جس کا نام بھی یوحنا تھا۔ مزہ کی بات یہ ہے کہ انجیلوں کی اندرونی شہادت سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے مصنف کون تھے۔ متی کی انجیل میں متی کا ذکر غائبانہ طریقہ پر کیا گیا ہے وغیرہ۔

میرانو "عیسائی تو کہتے ہیں کہ کلیسا نے جس کتاب کی تصدیق کردی۔ بس وہ کتاب اللہ اور الہام ہے۔"

عمر لخمی "تو گویا کلیسا ہر کتاب کے الہامی ہونے کا دارومدار رہا۔ خود الہامی کتاب گونگی اور بے زبان ٹھہری۔"

ازبلا "عیسائی کہتے ہیں کہ کلیسا کا فیصلہ خطاؤں سے محفوظ ہوتا ہے گویا ان کا فیصلہ بھی الہامی فیصلہ ہوتا ہے۔"

عمر لخمی "اگر کلیسا کا فیصلہ خطاؤں سے محفوظ ہوتا ہے تو مختلف کلیساؤں کے فیصلوں میں اختلاف کیوں پیدا ہوا؟ کونسل نائس منعقدہ قسطنطنیہ میں جو کتابیں الہامی قرار دی گئی تھیں۔ ان میں سے بعض کو کونسل ٹرنٹ اور کونسل فلاڈلفیا نے الہامی فہرست سے خارج کردیا۔ جن بعض کتابوں کو کونسل نے الہامی فہرست سے خارج کیا تھا ان کو کونسل ٹرنٹ نے پھر الہامی فہرست میں درج کردیا۔ الہامی کتاب کیا ہوئی۔ موم کی ناک ہوگئی کہ جس کلیسا نے جیسا چاہا موڑ توڑ کر رکھ دیا۔"

اس مجلس کے بعد سب لوگ منتشر ہوجاتے ہیں۔ ازبلا اور اس کی سہیلیوں کی تعلیم کا انتظام کردیا جاتا ہے اور سب کی سب تعلیم دین کے حصول میں مشغول ہوجاتی ہیں۔ چار سال کے بعد یہ تمام خواتین عربی زبان خوب بولنے لگیں اور اسلام کی حقیقت سے بھی انہوں نے براہِ راست معلومات حاصل کرلیں۔ ازبلا کچھ دنوں کے بعد خواتین قرطبہ کا مرجع بن گئی کیونکہ وہ تعلیم دین کے بعد اسلامی احکام کا نمونہ بن گئی تھی۔ تمام قرطبہ میں لوگ اسے عمدہ کہتے تھے کیونکہ علم حدیث اور اس کے متعلقات میں اس نے مہارت تامہ حاصل کرلی تھی

زہد و اتقا، ریاضت و عبادت اور تعلق باللہ میں وہ برابر ترقی کرتی گئی اور بہت سی خواتین اس کے فیوض و برکات سے اپنے دامنوں کو پُر کرتی رہیں۔

سفید جھوٹ

ہدایت اور اسلام کا نور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے خزانۂ غیب سے یہ نعمت عطا کر دیتا ہے۔ ازبلا کہاں تو ایک بڑے پادری کی لڑکی، پختہ عیسائی اور مسیحی الہیات کی ماہر تھی، لیکن اب وہ ایک ولیہ، محدثہ اور عابدہ ہے بڑے بڑے علماء و فقہاء کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہے اور تمام اسپین میں اس کے علم و فضل کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ شریعت کا مشکل سے مشکل مسئلہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ ان سب کو منٹوں میں حل کر کے رکھ دیتی ہے۔ اس کو مسلمان ہوئے اب دس سال کا عرصہ گزر چکا اور اس عرصہ میں عیسائیوں کی یورشیں بھی ختم ہو چکیں۔ اس دوران میں سینکڑوں عیسائی مردوں اور عورتوں نے ازبلا کے ذریعہ ہدایت پائی اور بہت سے علمی میدانوں میں اس نے خدا کے فضل سے فتح حاصل کی۔

اسی زمانہ میں مشہور ہوا کہ طلیطلہ کی ایک عیسائی عورت قرآن، حدیث اور کتب سابقہ کی بڑی ماہر ہے اور اس کے پاس مسیحی مذہب کی صداقت پر اس قدر دلائل موجود ہیں کہ اسپین کا بڑے سے بڑا عالم بھی ان کا جواب نہیں دے سکتا۔ علاوہ ازیں کرامتوں کی شہرت نے اس کو عیسائیوں میں وہ درجہ دے رکھا ہے جو کسی پوپ کو بھی حاصل نہیں۔ دُور دُور سے عیسائی مرد اور عورتیں اس کے کپڑوں کو چھونے اور برکت حاصل کرنے کے لیے آتی ہیں اور سُنا ہے کہ وہ نگاہ ڈالتے ہی خطرناک سے خطرناک مریض کو بھی اچھا کر دیتی ہے۔ اس مسیحی خاتون کو معلوم تھا کہ ازبلا دس سال پہلے مسلمان ہو چکی ہے اس لیے اس نے اسپین میں عام اعلان کر دیا کہ اگر ازبلا میرے مقابلہ پر آجائے تو میں اپنی کرامتوں کے زور سے اور دلائل کی قوت سے اس کو پھر مسیحی بنا لوں گی۔ مگر وہ مقابلہ میں ہرگز نہ آئے گی، کیونکہ دس سال کے عرصہ میں اس پر اسلام کی خامیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور وہ اس دھوکہ کو محسوس کر چکی ہے۔ جس نے اس کو مسیحی مذہب سے جدا کیا تھا۔

اس اعلان نے تمام اسپین میں ایک دفعہ پھر ہلچل مچا دی اور عیسائی شوخی پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ایک روز حلقۂ درس میں بیٹھے ہوئے کسی عالم نے ازبلا سے کہا۔

عالم: "آپ نے ایک نیا اعلان بھی سُنا ہے؟"

ازبلا: "وہ کیا؟"

عالم: "ایک مسیحی عورت نے آپ کو مقابلہ پر بلایا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ اول تو ازبلا میرے مقابلہ پر آئے گی نہیں اور اگر آگئی تو اس کو دلائل اور کرامتوں کے زور سے عیسائی بنا کر چھوڑوں گی۔"

ازبلا: "لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ایک عیسائی اور دلائل سے کسی سچے مسلمان کو عیسائی بنائے؟ سچ تو یہ ہے کہ اب مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی جس کو خدا ہدایت دیتا ہے وہ خود میرے پاس چلا آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی خاتون مشہور ہونا چاہتی ہے۔"

عالم: "مشہور تو وہ بہت دنوں سے ہو رہی ہے۔ مگر اس کے سر پر اب یہ جنون سوار ہوا ہے کہ وہ آپ سے ضرور مقابلہ کرے گی۔ تمام شہر میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور عیسائی شوخیاں کر رہے ہیں۔"

ازبلا: "خیر شوخیاں کرنے کی تو ان کی عادت ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ وہ کچھ جانتی بھی ہے یا نہیں۔"

عالم: "سنا تو یہی ہے کہ بڑی علامہ اور فاضلہ ہے اور عیسائی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

ازبلا: "بہت خوب! بہرحال اگر خاتون کو مقابلہ ہی کا شوق ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آجائے اور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھے۔"

اس گفتگو کے بعد چھٹے روز ازبلا کے پاس مسیحی خاتون کی تحریر آئی جس میں لکھا تھا کہ: "کیا تم مجھ سے اسلام اور مسیحیت کے بارے میں کچھ گفتگو کرو گی؟ اگر مجھے حاضر ہونے کی اجازت دی جائے تو میں بڑے شوق سے تمہارے شکوک کو رفع کرنے کی کوشش کروں گی۔" ازبلا نے اس کے جواب میں لکھ دیا کہ: "باتیں بنانے اور وقت ضائع کرنے کے لیے نہیں بلکہ حق کی تلاش کے لیے تم ہر وقت غریب خانہ پر آسکتی ہو۔" ازبلا کا جواب ملتے ہی مسیحی خاتون نے اس مقابلہ کی عام شہرت دے دی اور دوسرے ہی روز تقریباً ایک سو مسیحی خواتین کے ہمراہ ازبلا کے مکان پر جو دراصل علوم قرآن کی درسگاہ تھی پہنچ گئی۔ ازبلا نے تمام مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور پھر یوں گفتگو شروع ہوئی۔

خاتون: "افسوس ہے کہ تم نے خداوند یسوع مسیح اور تمام اولیا کو چھوڑا اور اسلام جیسے (نعوذ باللہ) جھوٹے مذہب کو قبول کر لیا۔ بہتر ہے کہ تجربہ کے بعد مسیحی دین میں واپس آجاؤ۔"

ازبلا: "مجھے اگر کوئی زندہ آگ میں بھی جلا ڈالے تب بھی اسلام کو نہیں چھوڑ سکتی اور نہ عیسائیوں کے مشرکانہ اور شرمناک عقائد کو قبول کر سکتی ہوں۔ البتہ یہ دریافت کرنے کا حق رکھتی ہوں کہ تم کس اصول سے مجھے مسیحی دین کی دعوت دینے آئی ہو۔ تمہاری انجیل میں تو یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ دوسری قوموں کو عیسائیت کی دعوت دی جائے بلکہ اس کے خلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل (یہود) کے پیغمبر تھے اور ان ہی کو دعوت دینے آئے تھے۔"

خاتون: "واہ واہ! تو کیا انجیل شریف میں لکھا ہے کہ انسانوں پر مسیحی دین کے دروازے بند کر دیے جائیں؟ بس یہی تو تمہاری تحقیق ہے۔ جس کے برتے پر مسیحیت کو چھوڑ بیٹھی ہو؟"

ازبلا: "ہاں، انجیل میں یہی لکھا ہے اور قرآن شریف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ورسولا الی بنی اسرائیل (حضرت مسیح) بنی اسرائیل (یہود) کے لیے رسول بن کر آئے تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وجعلنا مثلاً لبنی اسرائیل۔ اور ہم نے حضرت مسیح کو بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنایا (تمام دنیا کے لیے نہیں)"

خاتون: "ہم قرآن کو کب مانتے ہیں کہ تم اس کو ہمارے مقابلہ میں پیش کرنے لگیں؟ یہ دعویٰ انجیل سے تو ثابت کر کے دکھاؤ؟"

ازبلا: "قرآن کریم کا نام میں نے اس لیے لیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس معاملہ میں انجیل اور قرآن کا اتحاد ہے۔ اچھا سنو انجیل متی ۱۰ میں لکھا ہے۔

بارہ حواریوں کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہا کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ ایک بدروح میری بیٹی کو بُری طرح ستاتی ہے۔ مگر اس نے کچھ جواب اُسے نہ دیا اور اس کے شاگردوں نے پاس آکر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت

کردے کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"

دیکھو تمہاری انجیل سے بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح سارے جہان کے لیے نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوئے تھے تم کو چاہیئے کہ اپنے خداوند کے حکم پر عمل کرو۔ ہم کو عیسائی بنانا دراصل انجیل کی خلاف ورزی اور حضرت مسیح سے بغاوت ہے۔"

خاتون :" انجیل کا حال تم کیا جانو؟ ان آیات کا مطلب ہم سے پوچھو۔ کیا انجیل شریف میں یہ نہیں لکھا کہ انجیل کی ہر جگہ منادی کرو؟"

ازبلا :" ہرگز نہیں۔"

خاتون :" اتنا سفید جھوٹ؟ ازبلا! تم اس مجمع میں تو کذب بیانی سے پرہیز کرو۔ دیکھو انجیل مرقس ۱۶/۱۵ میں اس طرح لکھا ہے کہ۔

" اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو انجیل پر ایمان لائے وہ نجات پائے گا۔" دیکھا کیسا صاف بیان ہے کہ ساری دنیا کو عیسائی بناؤ۔

ازبلا :" یہ آیت مرقس کی انجیل کے ۱۶ باب کی ۱۵ آیت ہے۔ شاید تم کو یہ معلوم نہیں کہ اصل انجیل صرف ۸ آیت پر ختم ہو گئی ہے اور ۱۲ آیتیں بعد میں ملائی گئی ہیں۔ اس لیے اس طرف آیت کو استدلال میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔"

خاتون :" یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ آیات بعد میں ملائی گئی ہیں؟"

ازبلا :" خود عیسائیوں کی تحقیقات سے کیونکہ انجیل کے پرانے نسخوں کا مقابلہ کرنے سے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ قدیم ترین نسخوں میں مرقس کے آخری باب کی ۱۲ آیتیں موجود نہیں ہیں۔"

(آج کل بائبل کا جو ایڈیشن اردو میں موجود ہے۔ اس میں بھی اس آیت کے حاشیہ میں اس تحریف کا اقرار کرلیا گیا ہے)

خاتون :" چونکہ ہمارے پاس انجیل کے اصل نسخے موجود نہیں ہیں۔ اس لیے تمہارے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل نسخوں کو دیکھ کر جواب دیا جائے گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ قرآن کی وہ کون سی تعلیم ہے جو انجیل میں نہیں۔ پھر تم نے اسلام کو کیوں قبول کیا؟"

ازبلا :" اس سوال پر تو میں اسپین کے تمام مشہور پادریوں سے مفصل بحث کر چکی ہوں ان سے ذرا دریافت کر لینا اور پھر یہ سوال کرنا۔"

خاتون :" مجھے کیا خبر کہ تم نے پادریوں کو کیا جواب دیا؟ آخر تم تو بتاؤ کہ تم نے اسلام میں کیا فضیلت دیکھی؟ کیا انجیل فضائل سے خالی ہے؟ کچھ تو اسلام کی فضیلت بیان کرو۔"

ازبلا :" کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میں نے اسلام کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کیا ہے؟ کوئی بات تو ہے جس نے مجھے عیسویت سے بیزار اور اسلام کا والہ و شیدا بنا دیا؟"

خاتون :" تم اسلام کی فضیلت بیان کیوں نہیں کرتیں؟ مگر بات یہ ہے کہ اسلام میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ دیکھو ازبلا! آج میرے علم کے مقابلہ میں تمام اسپین کے اندر ایک شخص بھی نہیں ہے۔ مجھے جو باتیں معلوم ہیں ان کی تم کو ہوا بھی نہیں لگی۔ اچھا اب میں تم سے ایک ایسی بات دریافت کرتی ہوں جس سے حق و باطل کا فیصلہ روز روشن کی طرح ہو جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ عدل اور فضل میں کس کو فضیلت حاصل ہے۔ یعنی شریعت عدل افضل ہے شریعت فضل سے یا شریعت فضل افضل ہے شریعت عدل سے۔"

ازبلا :" اپنی اپنی مناسب جگہ دونوں افضل ہیں۔ غیر محل میں دونوں ناقص۔"

خاتون :" تم سمجھیں بھی کہ میں نے کیا کہا؟ دیکھو توریت شریعت عدل ہے۔ کیونکہ اس میں ہر جرم کی سزا مقرر ہے اور انجیل شریعت فضل ہے کہ جس میں صرف خداوند یسوع مسیح کے کفارہ کو گناہوں کا بدلہ قرار دیا گیا ہے۔ اب بتاؤ کیا شریعت فضل سے تم کو انکار ہے؟"

ازبلا :" میں نے تو کہا کہ اپنی اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں اگر کسی مجرم کو اس بنا پر معاف کر دیا جائے کہ درگزر سے اس کی اصلاح ہو جائے گی تو عفو اور درگزر ہی پر عمل کرنا چاہیئے اور اگر معاف کرنے سے مجرم کے دلیر ہونے کا اندیشہ ہو اور پھر بھی اس کے جرم کو معاف کر دیا جائے تو یہ معافی جرم ہوگی اور مجرم کے حق میں ظلم۔"

خاتون :" اب یہ بتاؤ کہ قرآن شریعت عدل ہے یا شریعت فضل؟"

ازبلا :" تمہارے فیصلہ کے مطابق توریت شریعت عدل ہے اور انجیل شریعت فضل ہے اور انجیل شریعت فضل ہے تو گویا دونوں کتابیں اپنی اپنی جگہ ناقص ٹھہریں۔ مگر قرآن عدل و فضل دونوں کا جامع ہے۔ اور ان دونوں کے استعمال کے صحیح طریقے بھی بتاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ دیکھو پارہ ۲۶۔ رکوع ۴ " برائی کا بدلہ برائی ہے" یہ شریعت عدل ہے۔ آگے فرمایا " پس جو معاف کر دے اور اسی میں اصلاح ہو تو وہ ماجور ہوگا" یہ شریعت فضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا " اگر تم پر ظلم ہو تو ظلم کے مطابق بدلہ لے لو" یہ عدل ہے۔ ولئن صبرتم فھو خیر للصابرین لیکن اگر صبر اختیار کرو۔ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہ بھی بہتر ہے" یہ فضل ہے۔"

تیسری جگہ ارشاد ہے وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ اگر مقروض تنگدست ہو تو آسانی کے وقت تک اسے مہلت دے دینی چاہیئے" یہ عدل ہے وان تصدقوا خیر لکم ان اگر تم قرض کو صدقہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے" پس قرآن کریم عدل اور فضل دونوں کا جامع ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دیکھو قرآن شریف پارہ ۲۶۔ رکوع ۶۔"

خاتون :" قرآن میں تو ظلم سے بدلہ لینے کا بھی حکم ہے۔ مگر انجیل شریف میں تو بدلہ لینے کی ممانعت اور معاف کرنے کا حکم ہے۔ پس انجیل شریف کی فضیلت ثابت ہوگئی۔"

ازبلا :" فضیلت نہیں بلکہ نقص ثابت ہوگیا۔ اگر ہر جگہ بدمعاشوں اور مجرموں کو معاف کر دیا جایا کرے تو دنیا میں فساد مچ جائے اور کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے لیکن قرآن کریم نے مصلحت کے ماتحت عفو و انتقام دونوں پر عمل کرنا جائز قرار دیا۔ نیز انجیل کی تعلیم سے تو خدا پر بھی اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جب خدا نے انسان میں غضب اور جوش کیوں پیدا کیا؟ کیا قوت غضبی بالکل بیکار پیدا کی گئی ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا نے انسانی قوتوں میں سے ایک قوت بھی بیکار اور غیر مفید پیدا نہیں کی۔ اسی لیے قرآن کریم نے رحم و غضب اور عفو و انتقام کو استعمال کرنے کے صحیح طریقے بتائے اور انسانی درخت کی کسی شاخ کو بھی خشک ہونے نہیں دیا۔"

باقی آئندہ

قادیانی ذکری بھائی بھائی

دونوں کے عقائد و نظریات میں مماثلت

دعوائے نبوت و مہدویت اور گستاخیٔ رسول میں اشتراک

از: محمد حنیف ندیم

گزشتہ سے پیوستہ

ہمارے حکمران جو مسلمان ہیں اور اسلام کا نام لے کر برسر اقتدار آئے ہیں اور ساتھ ہی عشق رسولؐ کے دعویدار بھی ہیں وہ مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کریں کہ کیا مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں واضح طور پر گستاخیاں نہیں کیں؟ اور کیا خانہ کعبہ اور حج بیت اللہ جو شعائر اللہ میں سے ہیں ان کی توہین نہیں کی؟ اگر کی ہے اور یقیناً کی ہے تو پھر پاکستان میں قادیانیوں کی یہ کتابیں غلاظت اور نجاست کی طرح بکھری ہوئی ہیں ان کتابوں اور ان کتابوں کے مانے والوں اور شائع کرنے والوں کے خلاف چشم پوشی کیوں؟

اس کے بعد ہم قادیانیت کے بدنما اور منحوس چہرے کی تصویر کے تیسرے پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ میں خدا کا رسول ہوں اس نے اپنی ایک کتاب دافع البلاء میں صاف اور واضح طور پر لکھا:۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔

ایک ضابطہ ایک قانون

ہم مرزا قادیانی کے اس دعوے کی روشنی میں ایک قانون اور ضابطہ پیش کرتے ہیں۔ ضابطہ اور قانون یہ ہے کہ خدا کے کسی سچے رسول نے اپنے سے پہلے کسی نبی اور رسول کی توہین نہیں کی اور نہ ہی انہیں گالیاں دیں ہمارے سامنے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی کتب موجود ہیں جن سے اسلام کا کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ قرآن پاک میں کسی پہلے نبی کی شان میں کوئی گستاخی موجود ہے اور نہ ہی احادیث نبویؐ سے یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے اس کے برعکس مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خدا کا رسول ہے جیسا کہ حوالہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں مرزا نے کہا وہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ چونکہ سچے خدا نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اب کوئی نیا نبی قیامت تک پیدا نہیں ہوگا لہٰذا سچے خدا نے تو کسی کو رسول بنا کر بھیجا ہے نہ آئندہ بھیجے گا اس حوالے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر مرزا قادیانی رسول ہے تو خدا بھی سچا اگر نہیں تو خدا بھی جھوٹا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

بہرحال یہ ایک ضمنی بات تھی ہم ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ سچے خدا کے بھیجے ہوئے کسی سچے رسول نے اپنے سے پہلے کسی رسول اور نبی کی توہین نہیں کی اور نہ ہی گالیاں دیں آیئے دیکھیں مرزا قادیانی نے رسالت کے دعوے کیساتھ مذکورہ بالا قانون اور ضابطے کی کس طرح دھجیاں بکھیریں۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یوں بکواس کرتا ہے:۔

(۱) "حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے نام ان کے رکھے اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلائے"۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۹)

(۲) "یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن"۔ (ست بچن صفحہ ۱۷۲ حاشیہ)

(۳) "آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ حاشیہ)

(۴) "عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا"۔

(کشتی نوح صفحہ ۶۵ حاشیہ)

(۵) "میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز کرنے والا نہیں تھا"۔ (ریویو جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۲۴ سنہ ۱۹۰۲ء)

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شراب پینے کا الزام لگایا جبکہ وہ شراب کے بارے میں لکھتا ہے کہ "شراب ام الخبائث ہے"۔ (نصرۃ الحق صفحہ ۵۲)

یعنی تمام خباثتوں کی ماں ہے اور تمام برائیاں اسی سے جنم لیتی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ پر شراب پینے کے الزام کا صاف اور واضح مطلب یہی نکلتا ہے کہ جب وہ شراب جیسی ام الخبائث چیز کا استعمال کرتے تھے اس لئے ان میں وہ تمام برائیاں بھی تھیں جو شراب کی وجہ سے اس کے استعمال کرنے والے میں پیدا ہوتی ہیں (العیاذ باللہ)

انبیاء کرام کا خاندان ہمیشہ پاک ہوتا ہے یہ بات مرزا قادیانی نے بھی (اعجاز احمدی صفحہ ۱۰) پر تسلیم کی ہے لیکن دیدہ دلیری، ڈھٹائی، بے شرمی اور دریدہ دہنی ملاحظہ کیجئے۔ مرزا لکھتا ہے:۔

(۶) "آپ (یسوع) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۷)

(۷) "ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں نانیاں اس کمال کی ہیں۔" (نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۱۲)

(۸) "مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد ۳)

حضرت عیسیٰ کے معجزات کا انکار

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزات عطا فرمائے بغیر باپ کے ان کی پیدائش بذات خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ کوڑھیوں کو ٹھیک کر دینا اندھوں کو سوانکھا کرنا یہ اور ایسے بہت سے معجزات اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیے جن کا قرآن پاک میں تذکرہ موجود ہے لیکن مرزا قادیانی جو خود مسیح ہونے کا بھی دعویدار تھا اس سے کوئی معجزہ تو کیا ظاہر ہوتا کوئی شعبدہ بھی نہ دکھا سکا جب اس نے دیکھا کہ میں نے مسیح ہونے کا دعویٰ تو کر دیا اب لوگ مجھ سے معجزہ طلب کریں گے اور دلیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو پیش کریں گے تو ایسے میں مجھے کیا کرنا چاہیئے اس لئے اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا ہی سرے سے انکار کر دیا اور کہا:۔

(۹) "عیسائیوں نے آپ (یسوع مسیح) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کا علاج کیا ہو مگر بدقسمتی سے اسی زمانے میں ایک تالاب بھی موجود تھا اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھل جاتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷)

اس کے بعد لکھتا ہے:۔

(۱۰) "آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہیں تھا۔" (ایضاً صفحہ ۷)

اس سلسلہ میں بہت سے حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن ہم نے اس قانون اور ضابطہ کو سچا ثابت کرنے کے لئے کہ کسی سچے نبی نے اپنے سے پہلے نبی کی توہین نہیں کی صرف دس حوالے پیش کئے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صاف اور واضح الفاظ میں توہین اور گستاخی کی گئی جبکہ کوئی بھی سچا نبی اپنے سے پہلے نبی کی شان میں گستاخی کر سکتا ہے اور نہ ہی گالی دے سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی خود جھوٹا، مکار اور دجال تھا۔ ہم نے مذکورہ بالا سطور میں قادیانیت کی بھیانک تصویر کے تین رخ پیش کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) مرزا قادیانی نے خود کو افضل الرسل کہا اور اس کے پیروکار اسے فخر اولین و آخرین حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شان میں برتر اور اعلیٰ مانتے ہیں۔

(۲) اس نے خانہ کعبہ کی توہین کی قادیان کے ایک مرزا اڈے کو خانہ کعبہ قرار دیا زمین قادیان کو ارض حرم کہا اور جلسہ سالانہ کو حج کا درجہ دیا۔

(۳) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں ان کی پاک اور معصوم ذات پر جھوٹے الزامات لگائے۔ گالیاں دیں اور آپ کے خاندان میں عیب نکالے۔

قادیانیت کا یہ خطرناک اور غلیظ ترین فتنہ جس کے مذکورہ عقائد ہیں ہمارے وطن عزیز پاکستان میں موجود ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا یہ عقائد جن کتابوں میں مذکور ہیں وہ کتابیں بھی یہاں شائع ہو رہی ہیں ان کا پریس بھی ہے روزنامہ اخبار بھی نکلتا ہے اور دیگر رسائل و جرائد بھی شائع ہو رہے ہیں لیکن نہ تو سابقہ حکومتوں ہی نے اس فتنہ کو ختم کیا اور نہ ہی موجودہ حکومت اس طرف توجہ دے رہی ہے۔

اس لئے ہمارا حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ بیشک بھارت میں شائع ہونے والی اشتعال انگیز کتاب پر ضرور احتجاج کیا جائے ہم بھی اس مسئلہ میں حکومت کے ساتھ ہیں لیکن ساتھ ہی فتنہ قادیانیت کا سختی کے ساتھ نوٹس لیا جائے ہمارے نزدیک اس کا حل ایک ہی ہے کہ قادیانیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ مرزا قادیانی اور تمام مرزائیوں کی کتابیں ضبط کی جائیں اور ان کے جو اخبار، رسائل و جرائد ہیں ان کے ڈیکلریشن فوراً منسوخ کئے جائیں۔ اگر اسلام کے دعوے میں حکومت مخلص ہے اور ہمارے حکمران سچے عاشق رسول کہلوانا بلکہ بننا پسند کرتے ہیں تو انہیں مذکورہ مطالبات کو پورا کر کے اپنے مسلمان اور سچا عاشق رسول ہونے کا ثبوت مہیا کرنا ہوگا۔

ذکری فتنہ

دوسرا مسئلہ جس کا ہم نے ابتداء میں تذکرہ کیا "ذکریوں" کا ہے جو ملا اٹکی یا سید محمد جونپوری کے پیروکار ہیں اس کے بارے میں روزنامہ نوائے وقت کراچی کے گوادر کے سیاسی نامہ نگار جناب عزیز بھٹی نے لکھا ہے:۔

"مذہبی و سیاسی جماعتوں کی جانب سے کافی عرصہ سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ "ذکری فرقہ" کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ تربت کے قریب "کوہ مراد" پر ہر سال ذکری مصنوعی حج کرتے ہیں وہاں انہوں نے خود ساختہ آب زم زم بھی بنا رکھا ہے "ذکری نماز نہیں پڑھتے صرف ورد ذکر" کرتے ہیں اسی نسبت سے انہیں "ذکری" کہا جاتا ہے۔ اس کی اپنی عبادت گاہیں ہیں۔ ان کے روزے بھی اپنی نوعیت کے ہوتے ہیں اور زکوٰۃ کا طریقہ بھی مسلمانوں سے مختلف ہے اس طرح اسلام کے پانچوں ارکان کے سلسلے میں "ذکری" مسلمانوں سے مختلف طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ مکران ڈویژن کے علاوہ کراچی اور سندھ کے بعض دوسرے علاقوں میں بھی ذکری بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ذکریوں میں دو طبقے ہیں ایک وہ جو جونپوری کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو ملا اٹکی کے ماننے والے ہیں۔ ویسے ان دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اپنے عقیدے کے اعتبار سے "ذکری" "مہدوی تحریک" کے قریب ہیں۔

ساحل مکران پر ماہی گیروں کی اکثریت "ذکری فرقہ" سے تعلق رکھتی ہے۔ مختلف کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مہدوی تحریک پندرھویں صدی میں عروج پر تھی۔ ۱۴۸۰ء میں اس تحریک کا نام آخری بار سنا گیا۔

مہدوی فرقہ کا بانی محمد جونپوری ۸۴۷ھ میں دانا پور ضلع جونپور (اتر پردیش، بھارت) میں پیدا ہوا۔ ابوالفضل کی سوانح عمری کے مطابق محمد جونپوری کے باپ کا نام سید محمد بدھا اویسی تھا۔ محمد جونپوری کی اپنے علاقے میں مخالفت ہوئی تو وہ جونپور سے گجرات (بھارت) اور وہاں سے ایران چلا گیا۔ جبکہ بعض جگہ پر لکھا گیا ہے کہ وہ اپنے علاقے سے حیدرآباد دکن چلا گیا تھا وہاں بھی اس کی مخالفت ہوئی تو اس نے قندھار (افغانستان) کا رخ کیا جہاں شاہ بیگ ارغون نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ وہاں بھی لوگ مخالف ہوئے تو وہ ہلمند کے قریب فراہ (افغانستان) چلا گیا۔ «تردید مہدویت»، میں لکھا گیا ہے کہ محمد جونپوری نے فراہ میں ہی وفات پائی۔ شہنشاہ اکبر کے ایک رکن «آئین اکبری» کے مصنف ابوالفضل کے والد شیخ مبارک بھی مہدوی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

محمد جونپوری کے شاگردوں میں عبداللہ نیازی اٹکی، بھولی اور نما لشکر شامل تھے۔ محمد جونپوری یا اٹکی کا ایک مرید مراد تھا جس کا تعلق مکران سے تھا۔ اس نے مکران میں ذکری فرقہ کو فروغ دیا غالباً کوہ مراد بھی اسی کے نام سے موسوم ہے۔ مکران پر ذکری فرقے سے تعلق رکھنے والی گچکی قبیلے کی بعض با اثر شخصیات کی حکمرانی بھی رہی ہے۔ خان آف قلات میر نصیر خان نوری مرحوم نے ـ بار مکران پر چڑھائی کرکے ذکریوں کا تقریباً خاتمہ کر دیا تھا۔ لیکن بچے کھچے ذکریوں نے پھر اپنے آپ کو منظم کرلیا۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۹ مارچ ۱۹۹۲ء)

سیاسی نامہ نگار نے ذکریوں کی تاریخ پر روشنی ڈالی لیکن ان کے جو عقائد ہیں ان کا صرف اجمالی تذکرہ کیا۔ جس طرح قادیانیت ایک الگ مذہب ہے اسی طرح ذکری کوئی فرقہ نہیں بلکہ الگ مذہب ہے ان دونوں کے عقائد و نظریات میں گہری مماثلت ہے فرق اگر ہے تو صرف اتنا کہ قادیانی مرزا قادیانی کو نبی، مہدی اور مسیح وغیرہ مانتے ہیں اور ذکری ملا اٹکی کو مہدی اور نبی مانتے ہیں۔

ذکریوں کے عقائد

یہاں ہم ذکریوں کے چند عقائد کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں:۔

(۱) ذکریوں کا کلمہ مسلمانوں سے الگ ہے اور وہ یوں ہے لا الٰہ الا اللّٰہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللّٰہ۔

(۲) یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللّٰہ الملک الحق المبین نور پاک نور محمد مہدی رسول اللّٰہ صادق الوعد الامین۔ (ذکر وحدت صفحہ ۸ نور تجلی صفحہ ۱۸۔ ذکر الٰہی صفحہ ۱)

اس ذکر توحید صفحہ ۳ پر ذکریوں کا یہ کلمہ بھی درج ہے اور سفرنامہ از شیخ عزیز لاری صفحہ ۴ پر اسے کلمہ طیبہ کہا گیا ہے:۔

«لا الٰہ الا اللّٰہ نور محمد مہدی رسول اللّٰہ صادق الوعد الامین»

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ذکری جہاں نور محمد یا محمد مہدی استعمال کرتے ہیں نیز ان کے تمام کلموں میں قدر مشترک نور محمد مہدی رسول اللہ ہے جس سے ان کی مراد ملا محمد اٹکی ہے چنانچہ کتاب نور تجلی صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے:۔

«جس کو ہم مہدی موعود یا مہدی آخر الزمان کہتے ہیں وہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہجرت سے ایک ہزار سال بعد میں پیدا ہوگا»

آگے چل کر صفحہ ۴۲ پر مذکور ہے:۔

«جس کو روح محمدی بولتے ہیں اس سے نور محمدی مراد ہیں ذکر کوئی اور»

تمام اہل اسلام کا ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی آخر الزمان، خاتم المرسلین اور خاتم النبیین ہیں اس کے برعکس ذکری ملا اٹکی کو نہ صرف مہدی بلکہ نبی آخر الزمان اور تمام نبیوں کا سردار مانتے ہیں شیخ عزیز لاری نے سفرنامہ مہدی ایک کتاب میں ایک مرثیہ نظم اٹکی کی شان میں کہی اس کا عنوان یوں دیا ہے:۔

(۱) نعت در شان حضرت سید المرسلین نور محمد مہدی اول و آخرین، ہادی برگزین، نور رب العالمین»

جس کا ترجمہ یوں ہے:۔

«حضرت سید المرسلین نور محمد مہدی کی شان کے بیان میں جو کہ اولین و آخرین ہے اور برگزیدہ ہادی ہے۔ رب العالمین کا نور ہے»

ذکری ملا اسحاق درازئی نے ایک کتاب بنام ذکر الٰہی لکھی ہے جو ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی اسی کے صفحہ ۹۳ پر مہدی کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ملائی مذکور نے جو کچھ لکھا ہے اس کا فارسی متن اور ترجمہ جو خود اس کے قلم سے ہے ملاحظہ ہو:

«۱) تاویل قرآن، نبی تمام، سید امام، مرسل ختم، رفیع الاکرام، نور محمد مہدی اول آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام»

اردو ترجمہ یہ ہے:۔

«قرآن کی تاویل کرنے والا ہے۔ آخری نبی ہے۔ اماموں کا سید ہے اور خاتم النبی ہے۔ نور محمد مہدی اول آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام»

۳۔ رسولی کہ بر جملہ را سرور است
امین خدا تاج پیغمبر است!
رسول خدا خواجہ ہر دو سرا است
ز مہر وی این جملہ را نقش بست

....

توئی خاتم جملہ پیغمبران!!!
توئی تاجدار ہمہ سروران!
تو بودی پیغمبر بحق الیقین!!
کہ آدم نہاں بود در سار و طین

....

ہمہ انبیاء را بتو افتخار!
توئی بندہ خاص پروردگار

(نور تجلی صفحہ ۷۸، ۹۹، ۷۱)

ترجمہ:۔ وہ رسول جو تمام رسولوں کا سردار ہے۔ خدا کا امین۔ پیغمبروں کا تاج ہے۔ رسول خدا دو جہان کا آقا ہے اسی کی محبت سے جہان کا نقش قائم ہوا۔

تو ہی تمام پیغمبروں کا خاتم ہے، تو ہی تمام سرداروں کا تاجدار ہے۔ یہ بات یقیناً حق ہے کہ تم اس وقت سے پیغمبر تھے جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے (یعنی پیدا بھی نہ ہوئے تھے)

تمام انبیاء کو تجھ پر فخر ہے اور پروردگار کا خاص بندہ ہے۔

(۴) قادیانیوں کی طرح ذکریوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص ملا اٹکی کو جھوٹا کہے اور اسے نہ مانے وہ کافر ہے:۔

وہر کہ بر مہدویت ایں ذات ایمان آورد او مومن گردد۔
وہر کہ انکار کند او کافر کلاں گردد!!!

(سیر جہانی قلمی نسخہ صفحہ ۳)

یعنی جو اس ذات (ملا اٹکی) کی مہدویت پر ایمان لاتا ہے وہ مومن ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ بہت بڑا کافر ہو جائے گا۔

(۵) ”کسے کہ ایمان آورد بخدائی و پیغمبری من است
وکسے کہ برگردد وشک آرد او کافر درگاہ باشد!

(سیر جہانی صفحہ ۳۸)

ترجمہ:۔ جو اللہ تعالیٰ کی خدائی اور میری پیغمبری پر ایمان لایا وہ مجھ سے ہے اور جو الٹے منہ پھرا اور شک کیا وہ کافر ہو گیا۔

ذکریوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ملا اٹکی خدا کا نور ہے یعنی وہ خدا کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ لکھا ہے:۔

(۶) ”موسیٰ گفت یارب! مہدی را (ملا اٹکی) از چہ آفریدہ است۔
حق تعالیٰ گفت کہ از نور خود آفریدم!

(قلمی نسخہ شے محمد قندی موسیٰ نامہ صفحہ ۱۵)

ترجمہ:۔ یعنی موسیٰ نے کہا اے رب! آپ نے مہدی کو کس چیز سے پیدا کیا حق تعالیٰ نے کہا کہ اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔

(۷) ”ھذا المھدی نور اللّٰہ ومراد اللّٰہ“

(حقیقت نور پاک صفحہ ۷)

یعنی مہدی اللہ کا نور اور اللہ کی مراد ہے۔

ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے ذکری مذہب کا خلاصہ خود ان کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں حوالہ جات پیش کرنے سے یہ مضمون طویل ہو جائے گا۔ ذکریوں کا عقیدہ ہے کہ:۔

● ۔ جس مہدی کا انتظار تھا وہ آگیا جو ملا اٹکی ہے

● ۔ قرآن مجید محمد مہدی اٹکی پر نازل ہوا ہے۔

● ۔ آیت قرآنی عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا سے مراد تربت کا وہ پہاڑ ہے جہاں ذکری سالانہ حج وطواف کرتے ہیں۔

● ۔ قرآن مجید میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا یا جہاں آپ کا اسم گرامی آیا اس سے مراد بھی محمد اٹکی ہے۔

● ۔ قرآن کریم کی آیتیں حتیٰ یأتی امر اللّٰہ الا الذین ۔۔۔ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۔۔۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ۔ ملا اٹکی کے بارے میں ہیں۔

● ملا اٹکی تمام پیغمبروں سے افضل ہے۔

ذکریوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے

ذکری مسئلہ ایک عرصہ سے بلوچستان کے مسلمانوں کے سوہان روح بنا ہوا ہے وہ ہر سال رمضان المبارک حج کرنے کے لئے جاتے ہیں وہاں کے مسلمان جلسہ جلوس کر کے اس مصنوعی حج کو روکنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن حکومت عوام کا مطالبہ منظور کرنے کے بجائے انہیں گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس رہی ہے۔ گذشتہ سال تربت میں

باقی صفحہ ۲۶ پر

فتنۂ قادیانیت

منشی عبدالرحمٰن خان صاحب

تفرقہ پردازی

انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں جب مغربی استعمار اسلامی ممالک کو اپنی گرفت میں لے چکا تو سید جمال الدین افغانی، مفتی عبدہٗ اور السنوسی وغیرہ نے مسلم ممالک میں باہمی ربط و اتحاد پیدا کرنے اور انہیں سامراجیوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے پان اسلامک تحریک شروع کی۔ جس سے سامراجیوں کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اتحاد کی یہ تحریک کہیں جہاد کی صورت اختیار نہ کر لے۔ اس لئے انہوں نے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے مختلف ممالک میں ایسے مذہب پیدا کئے جو اسلام کا لیبل لگا کر اسلامی تعلیمات کے پرخچے اڑاتے رہیں۔ اور ان کی تائید و حمایت کرتے رہیں۔ اس غرض کے لئے ایران میں بابی اور بہائی مذہب پیدا کیا گیا اور ہندوستان میں قادیانی اور پرویزی فتنوں سے کام لیا جانے لگا۔ قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کر کے فریضۂ جہاد منسوخ کر دیا۔ اور غلام احمد پرویز نے مجدد دین بن کر نظام صلوٰۃ بدل ڈالا۔ اس طرح یہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے ہندوستان کے اندر انگریزی حکومت کی تائید و حمایت کرتے رہے۔ جس پر فخر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی حکومت کی اطاعت میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات طبع کئے ہیں کہ اگر انہیں اکٹھا کیا جائے تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب ص ۱۵، مصنفہ مرزا غلام احمد)

نظریات و اعلانات

مرزائیت کا بانی مالیخولیا کا ایک مریض مرزا غلام احمد تھا جس کی وجہ وہ خود یہ لکھتے ہیں کہ:

"کام کی مصروفیت کی وجہ سے رات کو زیادہ جاگتا ہوں جس سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔" (الحکم قادیان)

جوں جوں ان کا مراق (مالیخولیا) ترقی کرتا گیا وہ دعوے پر دعویٰ کرتے گئے۔ انہوں نے سب سے پہلے مہدی ہونے کا اعلان کیا اس کے بعد انہوں نے دعویٰ کیا کہ:

میں مسیح ہوں جس کے متعلق خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی۔" (ازالہ اوہام)

اس کے بعد اس نے تخت نبوت پر قبضہ کا اعلان کیا کہ:

"میں محمد رسول اللہ ہوں" (حجۃ اللہ مصنفہ مرزا غلام احمد)

اور لکھا کہ:

"مجھ اکیلے کو وہ سب کچھ دیا گیا جو سب نبیوں کو دیا گیا تھا۔" (حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد)

"پیغمبر اسلام کے معجزے تین ہزار تھے لیکن میرے معجزوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے" (تحفہ گولڑویہ از مرزا غلام احمد ص ۶۷)

"تخت نبوت" سے تخت الوہیت تک چھلانگ لگائی کہ:

"میں نے دیکھا کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کیا کہ میں وہی ہوں" (آئینہ کمالات ص ۵۶۴)

بعد ازاں مراق میں یہ منزل بھی عبور کر کے کہا کہ:

"میں خدا کا باپ ہوں" (حقیقت الوحی ص ۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

"مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے میں مسیح موعود ہوں اور نبوت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بند نہیں ہوا۔"

"مجھ پر" وحی "کا نزول بکثرت ہوا ہے اور دس ہزار سے زائد آیات مجھ پر نازل کی گئی ہیں"

"جو شخص میری نبوت کو جھٹلاتا ہے وہ کافر ہے۔"

"قادیان کا حج" "تمام مسلمانوں پر لازم ہے کیونکہ یہ شہر شرف و فضیلت میں مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کی طرح مقدس ہے اور قرآن پاک میں جہاں مسجد اقصیٰ کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہی شہر ہے" (براہین احمدیہ وغیرہ)

مرزا غلام احمد کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مرزا محمود احمد خلیفہ بنا اس نے اپنی کتاب "آئینہ صداقت" میں یہ گل کھلائے ہیں:

"جو مسلمان مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت سے انحراف کرتا ہے خواہ اس نے اس کا پیغام سنا ہو یا نہ۔ وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"

"مرزا غلام احمد وہ نبی ہے جس کی قرآن پاک نے شہادت دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے متعلق خوشخبری دی ہے کہ ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد"

تحریف قرآن

مرزا غلام احمد قادیانی نے (نعوذ باللہ) خدا اور خدا کا باپ بننے کے بعد قرآن کریم کی لفظی و معنوی تحریف شروع کر دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مکۂ مکرمہ کی شان و عظمت کے متعلق قرآنی آیات قادیان کی سرزمین پر منطبق کرنی شروع کریں اور قرآن کریم پر تصرف جمانے کے لئے دعویٰ کیا کہ:

"قرآن دنیا سے اٹھ چکا تھا میں اسے آسمانوں سے دوبارہ لے آیا ہوں" (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۱۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد)

"میں قرآن کی مانند ہوں اور یہ مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے" (البشریٰ جلد دوم ص ۱۱۹)

"میں قرآن کی غلطیاں دور کرنے آیا ہوں جو تفاسیر کی کثرت کے باعث پیدا ہو گئی تھیں"

اس اثر میں انہوں نے کہیں قرآنی آیات کے معنی بدل دیئے اور کہیں قرآنی آیات میں رد و بدل کر دیا۔ مثلاً آیات ذیل ہیں:

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (آیت ۶ سورہ الصف پ۲۸)

کل من علیہا فان کو بدل کر کل شیئ فان بنا دیا۔ جو مخلوق زمین پر ہے اس کو فنا ہونا ہے (الرحمٰن پ۲۷) ہر چیز فانی ہے۔ (ازالہ اوہام قدیم نسخہ صفحہ ۱۳۶)

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر کو بدل کر انا انزلناہ قریبا من القادیان

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کرنا شروع کیا) القدر پ۳۰ کو بدل کر انا انزلناہ قریبا من القادیان (ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا) براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸

اسی طرح کئی آیات میں یہودیوں کی طرح تحریف کی گئی ہے۔ یہودیوں نے قرآن کریم سے اپنے خلاف آیات حذف کر دیں اور مرزائیوں نے آیات مبارکہ میں اپنے متعلق الفاظ کا مکروہ اضافہ کر دیا۔

تنسیخ جہاد

مرزا غلام احمد نے اپنی تصانیف میں سب سے زیادہ زور فریضہ جہاد کی تنسیخ پر دیا اور اپنی ایک نظم میں اعلان کیا کہ

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

ضمیمہ رسالہ "جہاد" میں مرزا نے لکھا:۔

"ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے"

اس نے حکومت برطانیہ کو یقین دلایا کہ:۔

"یہی وہ فرقہ احمدیہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی "بیہودہ رسم" کو اٹھا دے" (فرمان مرزا مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۲ء جلد ۱، ۱۲۱)

مرزا نے حکومت برطانیہ سے اپنے فرقہ کی حفاظت و ترقی کے لئے ان الفاظ میں درخواست کی کہ:۔

"اس "خود کاشتہ پودے" کی نسبت حزم و احتیاط سے تحقیق و توجہ سے کام لے۔ اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرما دے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں" (تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۱۹)

کیونکہ:۔

"میں موعود ہوں جب میرے پیروکار بڑھ جائیں گے اور ان کی تعداد میں کثرت سے اضافہ ہو جائے گا تو جہاد کا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کی قلت ہو جائے گی کیونکہ میں جہاد کا انکار کرتا ہوں"

مار آستین

مرزا قادیانی نے فریضہ جہاد کی تنسیخ کے لئے کتنی جدوجہد کی اس کا تذکرہ وہ ملکہ وکٹوریہ کے نام ایک چٹھی میں یوں کرتے ہیں کہ:۔

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسالے اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان نہیں دکھلا سکا۔" (ستارہ قیصرہ ص ۳۳)

اس طرح مرزائیت بلاد اسلامیہ کے لئے ایک ناسور بن گئی اور مرزائی مار آستین ثابت ہونے لگے۔

ایک سیاسی تحریک

مرزائیت کوئی مذہبی تحریک نہیں بلکہ تمام تر ایک سیاسی تحریک ہے۔ مرزا غلام احمد بھی یہودیوں کی طرح دنیا میں مرزائیت کا فروغ چاہتے تھے اور اسی غرض کے لئے مرزا کے تمام جانشین بدستور کوشاں چلے آ رہے ہیں۔ انگریزوں کی پشت پناہی کی بدولت ان کے عہد حکومت میں ہی مرزائی حکومت کے کلیدی عہدوں پر قابض ہو چکے تھے۔

مرزائی شروع سے قیام پاکستان کے مخالف اور اکھنڈ ہندوستان کے حامی تھے جیسا کہ مرزا محمود کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے:۔

"ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال ختم ہو جائے اور تمام قومیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہیں تاکہ ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچ جائے اگرچہ یہ کام مشکل ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوگا۔ یہ خدا کی منشا ہے کہ سب قومیں اکٹھی ہیں تاکہ احمدیت کو پھیلنے کے لئے وسیع تر خطہ ارض میسر رہے۔ یہ آسمانی بشارت ہے کہ عارضی تقسیم کا امکان ہے لیکن احمدیہ جماعت کا ایمان ہے کہ پاکستان کا وجود چند روزہ ہوگا اور دونوں قومیں کچھ عرصے کے لئے علیحدہ رہیں گی لیکن یہ دور عارضی ہوگا۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں"

(قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

اس کے تھوڑے عرصہ بعد خلیفہ قادیان کا دوسرا بیان ذیل مذکورہ بالا اخبار کی ۲۷ مئی ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا کہ:۔

"اگر پاکستان بن گیا تو ہم پھر کوشش کریں گے کہ یہ کسی طرح متحد ہو جائے"

قادیانی جس غرض کے لئے اکھنڈ ہندوستان چاہتے تھے اس پر جسٹس منیر رپورٹ میں بہ الفاظ ذیل روشنی ڈالی گئی ہے:۔

"جب تقسیم ملک کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کے امکانات افق پر جھلکنے سے روشن ہو رہے تھے، احمدی مستقبل کے تصور سے پریشان تھے ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء کے آغاز تک ان کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کے جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔"

قادیانی ریاست

بفضلہ تعالیٰ قادیانیوں کی امید بر آئی اور پاکستان بن گیا جس پر قادیانی اپنے ابتدائی مرکز سے بھاگ کر

پاکستان میں پناہ گزیں ہوئے۔ انگریز گورنر پنجاب نے اپنے اس خود کاشتہ پودے کی نشو ونما کے لئے چنیوٹ کے قریب پاکستان کے وسط میں ایک وسیع خطہ "قادیانی ریاست کے لئے مخصوص کر دیا۔ اسے "ربوہ" کا نام دیا گیا اور میاں یہودیوں کی طرح مرزائیوں نے اپنی ایک مخصوص نئی کالونی قائم کی جس میں غیر مرزائیوں یعنی مسلمانوں کو رہنے یا اس کے اندر داخل ہونے کا کوئی حق نہ تھا اور نہ اس کے اندر کسی ایسے شخص کو رہنے دیا جاتا جو قادیانی نظریات و عقائد سے اختلاف رکھتا۔

اس قادیانی کالونی کو ایک شہر اور ایک ریاست بنانے کے عزائم کا قادیانی خلیفہ نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں یوں اعلان کیا:۔

اگرچہ موجودہ حالات میں یہ زمین اپنے اندر کوئی خاص کشش نہیں رکھتی لیکن ہم اسے ایک خوبصورت شہر میں تبدیل کر دیں گے جو "فوجی نقطہ نظر" سے محفوظ ترین مقام ہوگا۔"

بالفاظ دیگر مرزائی ربوہ کو ایک ایسی ریاست بنانے پر تلے ہوئے تھے جو "فوجی نقطہ نظر" سے محفوظ ترین مقام ہو اور اس قلعہ کے اندر بیٹھ کر وہ اسلام اور پاکستان کے خلاف محاذ قائم کر سکیں۔ کچھ عرصہ بعد فی الواقعہ یہ ریاست قائم ہو کر رہی اور اس میں مرزائی حکومت کرنے لگے جس کا جسٹس منیر انکوائری رپورٹ میں یوں ذکر آیا ہے:۔

"احمدیوں کا ایک منظم طبقہ ہے جس کا ہیڈ کوارٹر ایک ایسے قصبہ میں ہے جو اس نے صرف اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ اس کی مرکزی تنظیم مختلف محکموں پر مشتمل ہے۔ مثلاً محکمہ امور خارجہ، محکمہ امور داخلہ، محکمہ امور عامہ، محکمہ اطلاعات و نشر و اشاعت وغیرہ۔ اسی قسم کے محکمے صرف ایک باقاعدہ حکومت کے سیکریٹریٹ میں ہی پائے جاتے ہیں۔ ان کے پاس والنٹیرز کا بھی جتھہ ہے جسے خدام دین کہا جاتا ہے اور "فرقان بٹالین" پر مشتمل ہے۔ یہ وہی بٹالین ہے جو کشمیر میں خاص احمدیوں پر مشتمل تھی"

(ص۱۹۸)

اسباب فروغ مرزائیت

انگریز چونکہ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے مخالف تھا۔ اس لئے وہ پاکستان بننے کے بعد بھی اپنے قادیانی "خود کاشتہ پودا" کا تحفظ اور نشو ونما چاہتا تھا۔ اسی لئے انگریز گورنر پنجاب نے ربوہ میں ان کی "چھاؤنی" قائم کرائی اور حکومت برطانیہ کے اصرار پر پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کو مقرر کیا گیا۔ اس نے اپنے سات سالہ دور وزارت میں پاکستان کے بیرونی سفارتخانوں میں چن چن کر قادیانی بھیجے جو وہاں پاکستان کے خرچ پر "قادیانی مشن" کے لئے کام کرتے رہے۔

علاوہ ازیں سر ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ میں اپنے سہ سالہ دور نمائندگی پاکستان کے دوران مرزائیت کی جڑوں کو بیرونی دنیا میں مضبوط کیا۔ یہاں تک اسلام دشمن اسرائیل کے اندر تل ابیب اور حیفہ میں قادیانی مراکز قائم ہو گئے حالانکہ اسرائیل کی یہودی حکومت کے ساتھ حکومت پاکستان کا کوئی تعلق یا واسطہ یا رابطہ نہ تھا۔

تبلیغ اسلام پر خزانہ پاکستان سے ہر سال مرزائیوں کو دو لاکھ روپیہ زر مبادلہ دلایا گیا جو غیر ممالک بالخصوص افریقہ میں مرزائیت کے فروغ پر خرچ ہوتا۔ قادیانیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے مرزائیوں کو ایک اقلیت قرار دینے کا بختہ عزم کر لیا تھا اور اپنے اس عزم کو قانونی شکل دینے کے لئے پر تول ہی رہے تھے کہ انہیں شہید کر دیا گیا اور ان کے قاتل نے خود کشی کر کے یا اس کو قتل کر کے اصل راز منکشف ہونے کے تمام امکانات ختم کر دیئے۔

مرزائیوں نے پاکستان میں آتے ہی سر ظفر اللہ خان کی بدولت یہاں کے صنعتی اداروں اور سرکاری محکموں پر اپنی اجارہ داری قائم کر لی اور اپنی اعلیٰ سرکاری پوزیشن کی بناء پر اپنے ماتحت مسلمانوں کو ترغیب و تحریص کے ذریعے مرزائی بناتے رہے جس کی جسٹس منیر انکوائری رپورٹ بہ الفاظ ذیل تائید کرتی ہے:۔

"احمدی افسروں کی کوششوں سے تبدیلی مذہب کے واقعات بھی ثابت کئے گئے۔ نیز ان کی رپورٹ ہیڈ کوارٹر میں پہنچائی گئی۔" (ص۱۹۷)

"وہ اتنے دلیر ہو گئے کہ 1951ء میں جلسہ کے موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے اپنے پیروکاروں سے پُرجوش اپیل کی کہ وہ تبدیلی مذہب کی کارروائیاں تیز تر کر دیں۔ تاکہ سب غیر احمدی 1952ء کے آخر تک مرزائیت کی آغوش میں آجائیں۔"

سب پاکستانیوں کو مرزائیت کے دامن میں پناہ دینے کے لئے انہوں نے ایک سہ نکاتی منصوبہ بنایا کہ جو مسلمان نوجوان دائرہ مرزائیت میں داخل ہوگا اس کے تعلیمی اخراجات جماعت برداشت کرے گی۔ اسے نوکری دلوا کر اس کی شادی بھی کرائے گی۔ جس پر نوجوانوں نے مرزائیت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا شروع کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری علامہ ڈاکٹر اقبال کے ہاں پہنچے تو وہ حجامت بنوا رہے تھے باتوں باتوں میں مولانا موصوف نے پوچھا کہ:۔

"ڈاکٹر صاحب! نوجوان زیادہ تر مرزائی کیوں ہو رہے ہیں؟"

تو علامہ اقبال نے ہاتھ سے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:۔

"مولوی صاحب! روٹی کے لئے۔ مرزائی بیٹی کا رشتہ دیتے ہیں اور نوکر بھی کرا دیتے ہیں۔ نوجوان کو اور کیا چاہئے۔ بیوی بھی مل گئی اور روٹی کا سوال بھی حل ہو گیا۔" (ملفوظات طیبات حضرت لاہوری ص۳۳)

ہر احمدی تبلیغی اغراض کے لئے اپنی آمدنی سے کم از کم ایک آنہ فی روپیہ لازمی طور پر چندہ دیتا ہے۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسے اشخاص کی ہے جو اپنی آمدنی کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ اور بعد وفات اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ بطور چندہ دیتے ہیں۔

حکومت پاکستان نے اس مارآستین جماعت کے خلاف کبھی کوئی قدم نہ اٹھایا یہاں تک کہ "وقف ایکٹ" کے تحت مسلمانوں کے تمام اوقاف حکومت نے سنبھال لئے۔ مگر قادیانی مرزائیوں کے اوقاف کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ جس کی وجہ سے ان کی مالی حیثیت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی جس سے پاکستان میں ایک خود مختار مرزائی ریاست

کے تصور کو تقویت ملی اور وہ پاکستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔

مساعی جمیلہ مرزائیوں کے عقائد و نظریات کے کفر میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے اس فتنے کے خلاف عالمی روزنامہ "زمیندار" لاہور کے مدیر شہیر مولانا ظفر علی خان نے باقاعدہ تحریک چلائی۔ آئے دن وہ قصر مرزائیت پر نظم و نثر کے گولے برساتے رہے۔ مجلس احرار نے اس جدوجہد کو آگے بڑھایا جس کے نتیجے کے طور پر مجلس ختم نبوۃ وجود میں آئی جو اس وقت یورپ، امریکہ، افریقہ اور ملائشیا وغیرہ میں اس فتنہ کے تار و پود بکھیر رہی ہے اور مرزائیوں کے فریب کا پردہ چاک کر رہی ہے۔ یہ اسی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت، قرآنی نصوص میں تحریف اور تنسیخ فریضہ جہاد کی بنا پر :-

(۱) پاکستان میں مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیا گیا۔

(۲) سعودی عرب اور عرب امارات میں مرزائیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا۔

(۳) مؤتمر عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیا اور دنیا کی تمام اسلامی تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ وہ مرزائیوں کے معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات کا جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں، محاسبہ کریں۔ اور ان کے دام فریب سے مسلمانوں کو بچائیں جس کی بناء پر یورپ اور افریقہ میں مرزائیوں کے دجل و فریب سے بچانے کے لئے نہ صرف مختلف تنظیمیں معرض وجود میں آئی ہیں بلکہ وہاں کے مسلم نوجوانوں کو کفر و ارتداد کی اس تحریک کے خلاف اسلامی تعلیم و تربیت دی جا رہی ہے اور انہیں مؤثر دفاع کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔

خواب حکمرانی مرزائیوں کی ناپاک سازشوں، مذموم حرکتوں اور اسلام دشمن لٹریچر اور جارحانہ اقدامات کی وجہ سے حکومت پاکستان نے اپنے آئین کی دفعات ۱۰۶ اور ۲۶۰ میں ترمیم کر کے مرزائیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، مگر بھٹو حکومت نے پاسپورٹ اور شناختی کارڈوں میں مذہب کا خانہ اڑا کر مرزائیوں کو ایک تحفظ دے دیا۔ جس کی بنا پر انہیں اپنے آپ کو "پاکستانی" ظاہر کر کے ان ممالک میں جانا آسان ہو گیا جہاں ان کا داخلہ بند ہے۔ اگر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں "پاکستانی" کی بجائے مسلم اور غیر مسلم کا خانہ بنا دیا جاتا تو پھر یہ باسانی ان ممالک میں داخل نہ ہو سکتے جہاں ان کا داخلہ ممنوع ہے۔ اس خامی کی بدولت مرزائی حرمین شریفین میں پہنچ کر اپنی اسلام سوز سرگرمیوں کو جاری رکھنے میں کامیاب ہو گئے جس کی بنا پر سعودی حکومت کو حکومت پاکستان سے شکایت رہی۔ کیونکہ مرزائیت کی اس سیاسی تحریک کا مقصد یہودیوں کی طرح دنیا پر حکمرانی کرنا ہے اور اسی غرض کے حصول کے لئے وہ دن رات مصروف جدوجہد ہیں جس کا اعلان خطبہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مطبوعہ الفضل ماہ جون ۱۹۳۵ء میں یہ الفاظ ذیل موجود ہے :-

"ہمیں معلوم کب ہمیں خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کر دیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو جانا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں"

پاکستان کے اندر ان کی دیدہ دلیری کے متعلق روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۹۱ء میں مندرجہ ذیل رپورٹ شائع ہوئی ہے :-

"قادیانی گروہ کے پیشوا مرزا ناصر احمد راولپنڈی کے "قصر خلافت" میں فروکش ہیں ان کی جماعت انہیں "امیر المومنین" اور "خلیفۃ المسلمین" کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور بیرون ممالک سے جو ڈاک ان کے نام آتی ہے اس میں "امیر المومنین" کا لفظ بطور خاص لکھا جاتا ہے"

اس طرح بیرونی دنیا کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پاکستان کے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین فی الواقعہ مرزا ناصر احمد ہیں اور سربراہ مملکت ان کے نمائندہ کی حیثیت سے نظم مملکت چلا رہے ہیں۔ یہ فرقہ تو اسلام کے لئے یہودیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ انہوں نے اسلام کا لیبل لگایا ہوا ہے اور مسلمانوں کے سے ناموں کی وجہ سے دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اپنا الوسیدھا کر رہے ہیں۔

قادیانیوں کے متعلق مؤتمر عالم اسلام

مکہ مکرمہ کی قرارداد

قادیانیت وہ باطل مذہب ہے جو اپنے ناپاک اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے اس کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے :-

(۱) مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت۔

(۲) قرآنی نصوص میں تحریف کرنا۔

(۳) جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔

قادیانیت برطانوی استعمار کی پروردہ ہے اور اس کے زیر سایہ سرگرم عمل ہے۔ قادیانیوں نے امت مسلمہ کے مفادات سے ہمیشہ غداری کی ہے اور استعمار اور صیہونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے اور یہ طاقتیں بنیادی اسلامی عقائد میں تحریف و تغییر اور ان کی بیخ کنی میں مختلف طریقوں سے مصروف عمل ہیں۔

(۱) معابد کی تعمیر جن کی کفالت اسلام دشمن طاقتیں کرتی ہیں۔

(۲) اسکولوں، تعلیمی اداروں اور یتیم خانوں کا کھولنا۔ جن میں قادیانی اسلام دشمن طاقتوں کے سرمایے سے تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور قادیانی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ترجمے شائع کر رہے ہیں۔ ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے :-

(۱) تمام اسلامی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ان کا محاسبہ کریں اور ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔

(۲) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

(۴) کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

ننکانہ صاحب کے اے ایس آئی کو فوراً تبدیل کیا جائے۔

جو شخص قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ سزا کا مستحق ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا موقف

گزارش ہے کہ مسمی ناصر احمد قادیانی ساکن شاد باغ کالونی ننکانہ اپنے مذہب قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے اپنے گھر کو وقف کر رکھا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے عہدیداروں کو اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً اس قادیانی مذکور کی طرف سے اپنے مذہب کی تبلیغ کی شکایات ملتی رہتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اسے تنبیہ بھی کی گئی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اور شہر کی فضا کو مذہبی اشتعال پیدا نہ کرے۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ مورخہ ۵۔۱۱۔۹۲ کو شہر کے ایک نوجوان مسمی محمد طارق کو اس نے مرزائیت کے بارے میں تبلیغ کی اور لٹریچر بھی دیا۔ جس میں مرزائیت کو ایک سچا مذہب اور آنجہانی مرزا قادیانی کو سچا نبی قرار دیا گیا اس سلسلہ میں ڈی ایس پی ننکانہ کے حکم برائے پرچہ پر مشتمل ایک درخواست رانا محمد انور انسپکٹر تھانہ سٹی کو دی گئی جنہوں نے درخواست محمد اشرف منہاس اے ایس آئی تھانہ سٹی ننکانہ کو مارک کی جس نے عالمی مجلس تحفظ نبوت کے راہنماؤں اور کارکنوں کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود محض اپنی ضد پوری کرنے کے لئے نہ صرف ملزم کو تھانہ میں ۱۵۱ کا درجہ دیا۔ بلکہ ملزم پر ۲۹۸ سی کے بجائے ۲۹۸ اے پی کے تحت پرچہ درج کیا اور پھر ملزم کو تھانے سے عدالت میں پیش کر کے اس کی ضمانت بھی کروا دی۔ شام کو مجلس ہذا کا ایک وفد محمد اشرف منہاس اے ایس آئی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے کہا کہ آپ نے تو ہمیں شام پانچ بجے آنے کو کہا تھا اور پھر ہمیں گھر واپس بھجوا دیا تھا کہ ملزم کے سامنے بات ہوگی لیکن آپ نے اس کی ضمانت کروا دی۔ اور ہمیں اس سے جان بوجھ کر بے خبر رکھا گیا۔ تو اس پر اے ایس آئی مذکور نے اپنی عادت کے مطابق نہایت بدتمیزی، توہین آمیز گفتگو اور نازیبا الفاظ کہے۔

جناب عالی! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا موقف ہے کہ جو شخص قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی با اثر کیوں نہ ہو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران اور کارکنان نے ہمیشہ امن و امان کے مسئلہ پر انتظامیہ سے بھرپور تعاون کیا ہے اور بالخصوص مقامی سطح پر محرم کے موقعہ پر کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں ہونے دیا۔ لیکن قادیانی مسئلہ پر ہمیشہ ہمیں کافروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے۔ ملک کی داخلی صورتحال کا حوالہ دے کر چپ کروا دیا جاتا ہے۔ تاکہ قادیانی جو چاہیں کریں۔ انہیں کوئی نہ روکے۔

اندریں حالات آپ سے استدعا ہے کہ مقدمہ ہذا میں ۲۹۸ سی کا اضافہ کیا جائے۔ اور محمد اشرف منہاس اے ایس آئی کو قانون سے لاعلمی، محکمانہ غفلت، نااہلی، اپنے فرائض منصبی سے کوتاہی کا ارتکاب کرنے۔ عہدیداران مجلس کے ساتھ بدتمیزی اور توہین آمیز گفتگو اور نازیبا الفاظ استعمال کرنے کے جرم میں فوری طور پر معطل کیا جائے۔ کیونکہ مذکورہ اے ایس آئی شہر میں مذہبی اشتعال پیدا کر کے لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی قادیانی چاہتے ہیں۔

امید ہے آپ فہم و تدبر سے اس مسئلہ کو حل فرمائیں

غیبت اور بہتان

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیبت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری) اگر کسی کی وہ برائی جو فی الواقع اس میں ہو۔ اس کی غیر حاضری میں بیان کی جائے۔ تو اسے غیبت کہتے ہیں۔ اور اگر برائی اس میں نہ ہو۔ بلکہ خود گھڑ کر اس کے ذمہ لگائی جائے تو یہ بہتان ہے۔ غور کریں کہ غیبت اور چغل خوری کتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ لا یدخل الجنۃ قتات۔ چغل خور بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور مصیبت یہ ہے کہ یہ گناہ حقوق العباد میں داخل ہے۔ جب تک وہ شخص معاف نہ کرے کہ جس کی غیبت کی ہے۔ غیبت کرنے والا چھٹکارا نہ پائے گا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب میرا اللہ مجھے معراج میں لے گیا۔ تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ (یعنی غیبت کرتے تھے) اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یہ کیسے؟ فرمایا۔ آدمی زنا کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ توبہ قبول کر لیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کا گناہ بخشا نہیں جاتا جب تک وہ آدمی معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان کو بدنام کرنے کے لئے اس پر کوئی بہتان باندھے۔ اللہ اس کو دوزخ کے پل پر قید رکھے گا۔ یہاں تک کہ وہ بہتان کی بات سے عہدہ برآ ہو۔ یعنی اس شخص سے بخشوا لے جس پر بہتان باندھا تھا۔ (ابوداؤد)

گے۔ اللہ رب العزت آپ کی عزتوں میں اضافہ فرمائے آمین۔

اس درخواست کی نقول ڈی ایس ننکانہ کے علاوہ، اے سی صاحب، ایس پی صاحب، آئی جی پنجاب، ڈی سی صاحب شیخوپورہ، وزیر اعلیٰ پنجاب، چیف سیکرٹری، جسٹس محبوب احمد، چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، غازی نذیر احمد اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور اخبارات ورسائل کے نام بھیجی گئیں۔ ●●

ننکانہ صاحب میں تھانیدار کی طرف سے قادیانی سرگرمیوں کی سرپرستی

اس سلسلہ میں اعلیٰ پولیس احکام کی طرف سے ایکشن لیا جانا ضروری ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے سرپرست حاجی عبدالحمید رحمانی اور ناظم شوکت علی شاہد نے مقامی تھانہ کے اے ایس آئی محمد اشرف منہاس کی طرف سے قادیانیوں کے خلاف اسلام وقانون سرگرمیوں کی سرپرستی پر گہری تشویش اور احتجاج ظاہر کیا ہے۔ یہاں جاری کئے گئے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ گذشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریری شکایت پر مقامی ڈی ایس پی کے حکم سے ایک قادیانی ناصر احمد کو قادیانیت کی تبلیغ کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے مقدمہ درج کیا گیا۔ مقامی انتظامیہ کے واضح احکامات کے باوجود تھانہ سٹی کے اے ایس آئی اشرف منہاس نے اندراج مقدمہ کے وقت ملزم سے ساز باز کر کے قانون کے مطابق دفعہ ۲۹۸ سی کے بجائے دفعہ ۲۹۸ (الف) کے تحت ایف آئی آر لکھی۔ اور گرفتاری کے بعد ملزم مذکور کو تھانہ میں اے کلاس کی سہولتیں دیں۔ بعد ازاں اس قادیانی ملزم کو ضمانت کا موقع فراہم کیا۔ بیان میں مذکورہ عہدیداروں نے کہا کہ اس پولیس اہلکار کی حرکت کی وجہ سے ایک طرف تو ملکی آئین کی دھجیاں بکھیری ہیں اور دوسری طرف مقامی مذہبی حلقوں میں اشتعال پھیل گیا ہے جس کے نتیجہ کسی بھی وقت کوئی افسوسناک صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا فوری طور پر اس سلسلہ میں اعلیٰ پولیس حکام کی طرف سے ایکشن لیا جانا ضروری ہے۔ بیان میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ متذکرہ مقدمہ میں دفعہ ۲۹۸ سی کا اندراج کیا جائے اور اے ایس آئی کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

ختم نبوت زندہ باد
قادیانی مردہ باد

بقیہ : فتنہ قادیانیت

مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ نیز ان کے لئے اہم سرکاری عہدوں کی ملازمت ممنوع قرار دی جائے۔

(۵) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج کا سدباب کیا جائے۔

(۶) قادیانیوں سے دیگر باطل فرقوں جیسا سلوک کیا جائے۔

روزنامہ "الندوہ" سعودی عرب ۱۴ اپریل ۱۹۷۲ء

بقیہ : قادیانی ذکری بھائی بھائی

ختم نبوت کانفرنس پر جو مسجد میں منعقد ہو رہی تھی گولیاں چلائی گئیں جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے۔ گوشتہ سے جو علماء کانفرنس میں شرکت کے لئے تربت آ رہے تھے انہیں تربت بدر کر دیا گیا اب اس سال بھی کانفرنس ہوئی جلوس نکالے گئے۔ پھر پورا احتجاج ہوا لیکن ذکریوں کا مصنوعی حج رو کنے کے بجائے ختم نبوت کے پروانوں کو گرفتار کیا گیا۔

حکومت پاکستان اگر اسلام کا نعرہ لگانے میں مخلص ہے تو پھر حکومت کو چاہئے کہ وہ نہ صرف ذکریوں کے مصنوعی حج پر پابندی لگائے بلکہ انہیں خلاف قانون قرار دے اور بلوچستان میں (یا مرکز میں) جو ذکری کلیدی عہدوں پر فائز ہیں انہیں فوراً برطرف کیا جائے۔

بقیہ : قرآن اور تجدید دعوت

ساتھ پیوستہ ہو اور یہی وہ تین بنیادی عقائد ہیں جو دین کے حقیقی تصور یعنی ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالکتب، ایمان بالملئکہ، ایمان بالقدر اور ایمان بالآخرہ سب ہی پر حاوی ہیں اور یہی وہ دین کامل ہے جس کی تشریح قرآن عزیز نے سورۂ بقرہ کے آخری رکوع میں اس طرح کی ہے:۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان رکھتے ہیں اس شے پر جو اس پر ان کے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے (یعنی قرآن) اور ہر ایک (ایمان والا) ایمان رکھتا ہے خدا پر، فرشتوں پر، سماوی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ وہ کہتے ہیں خدایا، ہم تیرے پیغمبروں کے درمیان کسی ایک کو بھی پیغمبر تسلیم کرنے کے سلسلہ میں فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے تیرا حکم سنا اور اس کی پیروی کی۔ اے پروردگار ہم تجھ سے مغفرت کے خواہاں ہیں اور ہم کو آخرکار تیری ہی جانب لوٹنا ہے۔ (سورہ بقرہ پ ۳ ع ۸)

مابعد الطبیعاتی عقائد و افکار سے متعلق قرآن حکیم کی یہی وہ اصلاحی اور انقلابی تعلیمات تھیں، جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول عرب کے سامنے روشناس کیا اور پھر تمام کائنات انسانی تک پہنچا کر مذاہب کی دنیا ہی بدل ڈالی اور اسلام کی اس دعوت توحید نے مذاہب عالم میں ہلچل پیدا کر دی، اور کسی نہ کسی رنگ میں ان کو توحید حقیقی کے اس ارتقائی نقطہ کی جانب جھکنا پڑا اور اس نے صرف یہی نہیں کیا کہ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان رشتہ

معبودیت و عبودیت ہی کو صحیح نقطۂ نظر پر استوار اور عقائد اور مابعد الطبیعاتی افکار کے رخ روشن کو آشکارا کر دیا۔ بلکہ اس نے "ایمان اور عمل صالح" کو دین کی بنیاد بنا کر اخلاق، معاشرت، معاش، غرض مذہب اور اجتماعی سیاست سب ہی کو اصلاح و انقلاب کے سانچے میں ڈھال کر دنیا کی صحیح راہنمائی کا حق ادا کر دیا۔

بقیہ: عدالت نبوی کے فیصلے

● آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت درجہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے تھے اپنے اور غیر کی ذرا بھی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ یہی ایک سچے حاکم اور جج کی شان ہے آپ نے یہ فرما کر کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتا آپ نے کرسی عدالت کی عزت بڑھا دی اور ساری دنیا کے لئے قیامت تک ایک منفرد مثال چھوڑ دی دنیا کی ساری عدالتیں عدالت نبوی کی عدل پروری پر قربان ہو جائیں یہی وہ مقام ہے جب ہم دنیا کو یہ فیصلہ ربانی سناتے ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اُسوۃ حسنۃ (احزاب ۲۱)

بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہتر نمونہ ہے۔

● آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے والوں کا رواج تھا کہ وہ بڑے لوگوں کا جرم معاف کر دیتے تھے اور کمزور لوگوں کو سزا دیتے تھے اور یہی ان کی تباہی اور بربادی کا سبب تھا آپ نے قیامت تک ساری دنیا کے ججوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم نے اپنے فیصلے میں بڑے چھوٹوں کے درمیان تمیز کی اور مجرم کے منہ دیکھ کر فیصلے کئے تو یہ نہ صرف تمہاری بلکہ ساری قوم کی تباہی ہلاکت و بربادی کا سبب ہوگا

● آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی عدالت کے ججوں کو عوام سے ہدیہ اور تحائف لینے کی سخت ممانعت فرمائی تھی۔ اور فرماتے تھے اگر کسی نے کسی کے مقابلے میں سفارش کی اور اس کے عوض ہدیہ قبول کیا تو وہ نفع سود کے حکم میں ہے۔ (ابو داؤد) اور سود زیادہ گناہ ہے۔

عدالت نبویؐ کے ان ضابطوں اور آپ کے عادلانہ فیصلوں کو سامنے رکھیئے اور تصور کیجئے کہ جس عہد مبارک میں یہ قانون عدالت میں جاری اور نافذ تھا اس وقت عوام کو کتنا امن اور چین نصیب تھا........

عدالتوں کے جج کتنے سچے اور پاک طینت تھے زمین عدل و انصاف سے بھری ہوئی تھی گھر محلے بازار کارخانے تمام سماجی مراکز میں انصاف کا بول بالا تھا۔ اور اسی لئے ملک خیر و برکت سے معمور امن و عافیت سے بھرپور رہتے۔

آج دنیا ظلم اور بربریت سے تنگ آ چکی ہے کہیں بھی امن و چین نصیب نہیں اگر کہیں ہے تو اسلام کے سایۂ رحمت میں ہے وقت آ گیا ہے کہ مسلمان اپنے ملکوں میں اسلام کے قانون کا احترام کر کے ساری دنیا میں اسلام کی حقانیت اور عدل پروری کا بہتر نمونہ پیش کریں۔

عدل اسلامی نظام کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں اہل ایمان کو اپنے نفس کے مقابلے میں عدل کا حکم دیا ہے فرمایا۔

اے ایمان والو، انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا اگر تم پیچ دار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

(سورۃ نساء: ۱۳۵)

مذکورہ بالا آیت عدالت نبویؐ کا سب سے بڑا دستور تھی۔

بقیہ: یا اللہ مدد

پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکیں گے ہاں جو نقصان اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے وہ ضرور پہنچ کر رہے گا (قلمیں) اٹھائی جا چکی ہیں اور کاغذ خشک ہو چکے ہیں (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۳)

اس حدیث میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ توحید کے کئی ایک پہلو روشن فرما کر صحیح راستہ متعین فرمایا ہے (۱) ہر مصیبت میں اللہ کو یاد رکھو ہر حاجت اور مشکل میں اسے پکارو۔ آرام و راحت اور دولت و صحت میں اس کا شکر ادا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں کبھی نظر انداز نہیں کرے گا تمہاری ہر مشکل آسان کرے گا ہر حاجت بر لائے گا ہر مصیبت میں کام آئے گا اور اس کی نعمتوں کا جتنا زیادہ شکر ادا کرو گے وہ تم پر اپنے انعام و اکرام کی اتنی ہی زیادہ بارش کرے گا۔

۲۔ جب بھی کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو کیونکہ ہر چیز کے خزانے اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں وہ جسے چاہتا ہے مقررہ اندازے کے ساتھ دیتا ہے۔

۳۔ ہر کام میں اللہ ہی سے مدد کی درخواست کرو کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں۔

۴۔ نفع و نقصان خدا کے اختیار میں ہے جو نفع و نقصان خدا نے کسی کی قسمت میں لکھ دیا ہے وہ کسی صورت میں نہیں ٹل سکتا۔

۵۔ قیامت تک جو کچھ ہونا ہے وہ سب کچھ لکھا جا چکا ہے جو کچھ کسی کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ نہ مٹ سکتا ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا رد و بدل ہو سکتا ہے۔

سیدنا ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنی امیدوں کا مرکز بناتا ہے اس کی امید نا امیدی میں تبدیل کر دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کی امید نا امیدی میں تبدیل کرتا ہوں کیا تکلیفوں میں مرا بندہ تیرے غیر سے امید رکھتا ہے حالانکہ تکلیفیں میرے ہاتھ میں ہیں میں زندہ اور کریم ہوں۔ میرے غیر سے امید کرتا ہے حالانکہ میرا دروازہ ہر وقت کھلا ہے وہ کون ہے جس نے اپنی بڑی سے بڑی مصیبت میں مجھے پکارا اور میں نے اسے مایوس کیا؟ وائے افسوس ان پر جو مجھ سے نا امید ہوتے ہیں۔

ے خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ بائی وے
بیلگریو روڈ برمنگھم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام

ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ● حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ● مسئلہ جہاد ● قادیانیت کے عقائد و عزائم ● مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار ● مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ـ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے ـ

زیرِ سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا
خواجہ خان محمد
صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو ۹-۹ ایچ جے یو کے

فون
071-737-8199